SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, September 22, 2003

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past seven in the evening, with Mr. Acting Chairman (Mr. Khalil-ur-Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا یھا النبی قل لازواجک و بنتک و نسآء المومنین ید نین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین و کان اللہ غفورًا رحیماً۔

ترجمہ ۔ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں ۔یہ امر ان کے لئے موجب شناخت (اور امتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذاء نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ۔ وماعلینا الا البلاغ المبین۔

(الاحزاب ۵۹:)

جناب بابر خان غوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی دیکھیں قرأت کی گونج بھی ختم نہیں ہوئی۔

Will you get a chance? Leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب سعید احمد ہاشمی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب امان اللہ خان کنرانی بعض مصروفیات کی وجہ سے مورخہ ۱۸ اور ۱۹ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ انیسہ زیب طاہرخیلی صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی وجہ سے آج مورخہ ۲۲ ستمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب متین شاہ بعض مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۸ اور ۱۹ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر ایم اکبر خواجہ نے طے شدہ مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۸ تا ۲۶ ستمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد اعظم خان سواتی نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر آج مورخہ ۲۲ ستمبر سے اختتام حالیہ اجلاس تک کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب احمد علی وزیر مواصلات نے اطلاع دی ہے کہ وہ ترکی کے سرکاری دورے کی وجہ سے مورخہ ۲۲ تا ۲۸ ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن، وزیرمملکت برائے خوراک و زراعت و لائیو سٹاک نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملتان میں ہیں۔اس لئے آج مورخہ ۲۲ ستمبرکو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

شیخ رشید احمد، وزیر اطلاعات و نشریات نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔ اس لئے وہ مورخہ ۲۲ ستمبر سے واپسی تک اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات وزیر داخلہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہونے کی وجہ سے آج مورخہ 22 ستمبرکو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔ Professor Sahib, you will bear out on this that whenever I was in the Chair, I gave full chance to the Opposition, وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں اپوزیشن کے ساتھ ملا ہوا ہوں۔ ابھی غوری صاحب کھڑے ہوئے ہیں، انہیں بولنے دیں۔ انہیں اگر بولنے نہ دیا تو وہ بالکل یہ سمجھیں گے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Rabbani Sahib, you have been here and I have been here for a long time,

آپ مدبر آدمی ہیں، you know غوری صاحب پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔

میاں رضا ربانی: وہ پہلے کھڑے نہیں ہوئے۔

Mr. Acting Chairman: I have a better view

آپ کی back پروفیسر صاحب کی طرف ہے۔

میاں رضا ربانی: میں بھی دیکھ رہا تھا۔ آپ نے پہلے بھی زیادتی کی کہ point of order سے پہلے leave applications شروع کر دیں۔

You should have given the floor to Professor. Sahib.

جناب قائم مقام چیئرمین: Even then دیکھیئے غوری صاحب پہلے کھڑے ہوئے تھے۔

میاں رضا ربانی: غوری صاحب لمبی تقریر کریں گے۔

Mr. Acting Chairman: No. No. I hope it will be a very short one.

میاں رضا ربانی: غوری صاحب بعد میں بول لیں، پہلے آپ پروفیسر صاحب کو بولنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، پہلے غوری صاحب بول لیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, otherwise alright, if you don't want in that way, then he won't be able to speak.

Mr. Acting Chairman: That is not fair.

Mian Raza Rabbani: Of course, that is fair.

Mr. Acting Chairman: No. No. That is not fair.

Mian Raza Rabbani: You should have given the floor to Professor Khurshid Sahib.

Mr. Acting Chairman: Whenever, I have been here, I gave floor to the Opposition up to the hilt.

Mian Raza Rabbani: You may have given the floor to the

Opposition. We are talking about now, we are not talking about past practices.

Mr. Acting Chairman: I have to run the House. It has to be balanced

وہی میں بتا رہا ہوں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ ملا ہوا ہوں۔

Mian Raza Rabbani: You should have given the floor to Professor Sahib. You are wasting the time like this.

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، غوری صاحب کے بعد پروفیسر صاحب۔

میاں رضا ربانی: اس کے بعد نہیں، غوری صاحب سے پہلے آپ پروفیسر صاحب کو وقت دیں۔

میاں رضا ربانی: اگر آپ یہ چاہ رہے ہیں تو غوری صاحب کی تقریر نہیں سکے گی۔ اگر آپ نہیں چاہ رہے کہ پروفیسر صاحب point of order پر بات کریں تو بس پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اگر ایک آدمی بول لے۔۔

میاں رضا ربانی۔ نہیں جناب اگر ایسا ہے تو پھر نہیں ہو سکتا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین۔ غوری صاحب، فرمائیے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن نے No, No کے نعرے لگانے شروع کر دیئے)

POINTS OF ORDERS

i) RE: SENATE CALENDAR AND HELPLESSNESS OF MINISTERS.

جناب بابر خان غوری: جناب والا! ان کو پارلیمانی آداب سکھائے جائیں، ان کو پتا نہیں ہے کہ پارلیمان کے آداب کیا ہیں۔ مجھے فلور دیا گیا ہے، ان سے یہ برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ایوان کو اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔ یہ ممکن نہیں ہے، عوام ان کو مسترد کر چکے ہیں۔ میں آپ سے صرف اپنا point discuss کرنا چاہتا تھا اور وہ point یہ تھا

کہ آپ کس طریقے سے یہ سیشن چلا رہے ہیں؟ آپ نے دیکھا ہوگا کہ آج سے دو دن پہلے جب یہ اجلاس بلایا گیا تو اچانک at the eleventh hour اجلاس call کیا گیا۔ اس لئے احتجاج کے طور پر ہم لوگ یہاں نہیں آئے۔ ہماری گزارش ہے کہ سینیٹ کا پورے سال کا ایک کیلنڈر بنا دیا جائے تاکہ ممبران اپنی مصروفیات اس کے مطابق رکھیں کہ ہمارا اس مہینے اس تاریخ کو اجلاس ہے۔ دنیا کی تمام مہذب قومیں ایک منصوبہ بناتی ہیں، خواہ وہ ترقیاتی منصوبے ہوں، پچاس سال کا منصوبہ ہو یا دس سال کا منصوبہ ہو۔ ہم عوام کے لئے کیا منصوبہ بنائیں گے؟ ہم اپنا سینیٹ کا کوئی منصوبہ نہیں بنا سکے، اس کا کوئی کیلنڈر نہیں بنا سکے۔ میری گزارش ہے کہ آج آپ سیکریٹریٹ کو ہدایت کریں کہ سینیٹ کا پورے سال کا ایک کیلنڈر بنا دیا جائے اور اس میں یہ بتایا جائے کہ فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو سینیٹ کا اجلاس ہوگا۔ جب پورے سال کا کیلنڈر ہوگا تو اس کے مطابق معزز ممبران اپنے پروگرام بنا سکیں گے۔ ہر آدمی کو آسانی ہو جائے گی۔ یہ جو پارلیمان کی بات کر رہے ہیں، میں بھی پارلیمانی روایت ہی کی بات کر رہا تھا۔ ان کو بھی آسانی ہو گی کہ کب ہم نے boycott کرنا ہے اور کب ہمیں باہر road پر banner لے کر کھڑا ہونا ہے۔ میں ان کے favour کی بات کر رہا تھا لیکن شاید ان کو میری بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

جناب چیئرمین! مہذب قومیں اپنی ترقی کے لئے، ترقیاتی کاموں کے لئے دس سالہ منصوبہ، بیس سالہ منصوبہ بناتی ہیں۔ یہ سب parliamentarians ہی بناتے ہیں لیکن یہاں ابھی تک ان کا اپنا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ At the elventh hour بتا دیا جاتا ہے کہ کل سینیٹ کا اجلاس ہے، دوپہر کو دو بجے بتا دیا گیا کہ صبح گیارہ بجے پہنچ جاؤ۔ خدا کے واسطے یہ سلسلہ ختم کیا جائے اور اس ایوان کا ایک calender بنایا جائے۔ اسے تمام اراکین میں تقسیم کیا جائے تاکہ وہ اپنا اس حساب سے پروگرام بنا سکیں کہ مہینے کی ان تاریخوں میں ہم اس ایوان میں موجود ہوں گے۔ اس کے علاوہ جو دن بچتے ہیں، ان میں عوام کے پاس جانا ہوتا ہے۔ علاقے میں offices بھی کھولنے ہوتے ہیں۔ انسان کی اپنی personal engagements بھی ہوتی ہیں، اس حوالے سے وہ انہیں manage کر سکتا ہے۔ آیئے آج ہم یہ مثال قائم کریں۔ مجھے امید ہے آج آپ یہ ruling دیں گے کہ ہمارا staff آئندہ کے لئے ایک calender ترتیب دے دے۔ ہم یہاں دنوں کی گنتیوں کے لئے نہیں آئے ہیں۔ یہاں پر یہ ہو رہا ہے کہ اتنے دن پورے کرنے

ہیں۔ دنوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں business کیا کرنا ہے۔ ہمیں عوامی مسائل یہاں لانے ہیں۔ ہمیں یہاں پر کون سے bills لے کر آنے ہیں، ان کے لئے ہمیں ٹائم چاہیئے۔ اگر ہمیں ایجنڈا نہیں ملے گا، ہمیں دس گھنٹے بھی نہیں ملیں گے اور بغیر ایجنڈے کے اجلاس کیا جائے گا تو پھر ہماری کیا تیاری ہو گی۔ یہاں پر دو دن agenda discuss ہو چکا ہے اور جو ممبران یہاں موجود نہیں تھے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کے business کو بھی اس session کے اگلے دنوں پر لایا جائے۔ اس سلسلے میں آپ سے ruling چاہوں گا۔

دوسرا point یہ تھا کہ وزراء حضرات سے ہمارے معزز اراکین جب عوامی مسائل کے متعلق رابطے کرتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم با اختیار نہیں ہیں۔ اگر ہم صفوان اللہ صاحب کے پاس جاتے ہیں کہ فلاں غریب آدمی ایک ملازم ہے، اس کی allotment کا مسئلہ ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جی یہ اختیار ہمارے پاس نہیں ہے، یہ وزیراعظم کے پاس ہے تو پھر یہ وزیر کس بات کے ہیں؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ وزیروں کو یہ اختیارات کون دے گا؟ اگر وزیروں کے پاس یہ اختیارات نہیں ہیں اور وہ عوامی نمائندوں کے مسائل حل نہیں کر سکتے تو وہ کم از کم نمائندوں کو بتا دیں کہ ان کے مسائل کہاں کھڑے ہیں تاکہ کل جب ہم عوام میں جائیں تو ہمارا گریبان نہ پکڑا جائے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ بہت serious مسئلہ ہے، اس کو take up کیا جائے اور جو مسائل ہم لوگ face کر رہے ہیں، ان کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔ اگر کمیٹیوں کا قیام عمل میں آ جائے تو اس سے بھی یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ جو سینیٹ کی کمیٹیاں ہیں ان کو سینیٹ کے اس session میں complete کر لیا جائے۔ یہ چند باتیں تھیں جن کو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا۔

Mr. Acting Chairman: I understand that

جو آپ کا پہلا point ہے I totally agree with you کہ کچھ جلدی ہوئی ہے اور I appologize for that, I was not here but I still appologize for that اور جو دوسری بات آپ نے کی ہے effectiveness of Ministers is not my ambit اور تیسرا آپ کا point تھا committees کا وہ کیسے بنیں گی۔ انہوں نے ابھی تک leader of the

Leader of the House and Leader of the Opposition - نہیں چنا ہے Opposition

it is not possible to مل کر یہ کمیٹیاں بناتے ہیں۔ جب تک یہ لوگ مسئلہ حل نہیں کر سکتے

do it وسیم سجاد اب تو نہیں ہیں، بھنڈر صاحب سے بات کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ بھنڈر صاحب

What do you think of it?

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب یہ بات پہلے بھی ہوئی تھی۔ پارلیمنٹ اس وقت تک functional نہیں ہوسکتی جب تک committees کا قیام نہ ہو۔ ایسے Bills بھی آ چکے ہیں جو introduce ہو کر committees کو refer ہو چکے ہیں۔ ان کے پاس Committees کے لئے business ہے۔ اگر National Assembly میں committees نہیں بنی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو سینیٹ میں بھی نہیں بننا چاہیئے۔ ہم نے گورنمنٹ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہم committees کو ایجنڈے پر لے آئیں اور ہم ان کو form کرلیں تاکہ ہمارا House functional ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: لیکن بھنڈر صاحب یہ تو پھر آپ کا کام ہے Senate does not do it. I mean Leader of the Opposition and Leader of the House will do it.

چوہدری محمد انور بھنڈر: ٹھیک ہے لیکن یہ جذبات تمام اراکین کے تھے کہ ان committees کو جلد از جلد بننا چاہیئے۔ وسیم سجاد صاحب آتے ہیں تو پھر مزید کوشش کرتے ہیں کہ اسی session میں committees کی formation ہو جائے۔

Mr. Acting Chairman: Right, then we will look into it. You should talk to Waseem Sajjad and let sort this out. Yes, Mrs Razina Alam.

ii) RE: OPPOSITION MEMBER'S LETTER TO SECRETARY GENERAL COMMON WEALTH

محترمہ رزینہ عالم خان: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آپ کی توجہ روزنامہ "Dawn" کی اس خبر کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں جس

کے مطابق اپوزیشن کی ایک خاتون سینیٹر نے Common Wealth کے جنرل سیکریٹری کو ایک خط لکھا اور اس خط میں ان سے اپیل کی ہے کہ وہ ہمارے حکومتی وزراء، جن کے نام بھی انہوں نے دیئے ہوئے ہیں، کی بے قاعدگیوں اور بدعنوانیوں کا نوٹس لیں۔ جناب عالی! اس ایوان بالا کی معزز رکن نے اپنے خط میں Common Wealth کے Secretary General کو ہمارے محترم وزیراعظم کے متعلق بھی لکھا ہے کہ وہ بہت بے بس ہیں۔ Civil Servants کی اپنے وزراء سے نافرمانی کا بھی ذکر کیا ہے۔ جناب چیئرمین! پاکستان ایک خود مختار اور آزاد ملک ہے۔ اس ملک کے مقدس ایوان کی ایک ممبر کی جانب سے سیکریٹری Common Wealth کو نوٹس لینے کے لئے لکھنا، پاکستان کی sovereignty پر ایک حملہ ہے۔ لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ اس خبر کی تحقیقات کرائی جائے اور یہ خبر صحیح ثابت ہونے کی صورت میں متعلقہ ممبر سینیٹ کے خلاف action لیا جائے تا کہ ملک کی سالمیت اور خودمختاری کے خلاف کام کرنے والے تمام عناصر کی حوصلہ شکنی ہو۔ میں اخبار کی cutting آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس کی ضرور تحقیقات کروائیں اور ان کے خلاف action لیا جائے جنہوں نے سیکریٹری Common Wealth کو خط لکھا ہے۔ شکریہ۔

iii) RE: POLICE BRUTALITY AT JHELUM

Mr. Acting Chairman: Any other point of order.

جناب محمد علی درانی: جناب! میں آپ کی توجہ آج سے تین دن پہلے جہلم میں ہونے والے واقعے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہر پاکستانی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ پولیس نے دو نوجوانوں کو پکڑا، ان کے والدین سے پیسے مانگے، وہ پیسے نہیں دے سکے تو ایک لڑکے کے اوپر تشدد کیا، جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس کی موت کے بعد اسے اٹھا کر سڑک پر پھینک دیا گیا اور اس کے اوپر سے گاڑیاں گزاری گئیں۔ جب اس پر عوام نے احتجاج کیا تو اس کا result یہ ہوا کہ تاجروں اور دوسرے لوگوں کو پکڑ کر اندر کر دیا گیا۔ یہ ایک ایسا قدم ہے جس پر میں تو privilege motion لانا چاہتا تھا لیکن کچھ سفر کی وجہ سے میں نہیں لا سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے صرف میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا

بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ اس واقعے کی وجہ سے ذہنی پریشانی اور ذہنی کوفت ہوئی ہے۔ آج تک اس ہاؤس میں بہت سے privilege motion آتے رہے ہیں جس میں اپنی ذات کے ساتھ ہونے والی زیادتی کو point out کیا جاتا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا استحقاق اس ملک میں ان شہریوں کا ہے جن پر اس ملک کے ادارے اس قسم کا تشدد کر رہے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ Interior Minister کو یہاں طلب کیا جائے اور ان سے یہ request کی جائے کہ وہ اس issue پر inquiry کر کے اس ہاؤس کے سامنے report پیش کریں اور جو لوگ، جو officers اس میں ملوث ہیں، ان کے خلاف قرار واقعی کارروائی کی جائے تا کہ آئندہ کسی کو اس قسم کے ظلم اور زیادتی کی جرأت نہ ہو۔

Mr . Acting Chairman: You have made your point . Unfortunately , the Minister is not here and I don't think anybody else is in a position to answer it. We will put it up whenever he comes.

FATEHA

جناب محمد نصیر مینگل : جناب چیئرمین ! اس چیز کا نہ حزب اختلاف کو خیال رہا ہے نہ Treasury Benches کو۔ اس پر فارسی کا ایک شعر کہوں گا کہ

(فارسی کا شعر)

دو دن پہلے ریلوے کا ایک بہت بڑا سانحہ ہوا، جس میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوگئی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ جو لوگ اس سانحے میں چل بسے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کریں کہ ان کے لواحقین کو اللہ تعالی صبر دے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب! آپ دعا پڑھ دیں۔

(ریلوے کے حادثے کا شکار ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر شہزاد وسیم۔

Point of Order RE: TRAIN ACCIDENT

ڈاکٹر شہزاد وسیم : جناب چیئرمین، دعائے مغفرت تو ہم نے کردی مگر میری گزارش یہ ہوگی

کہ اس واقعہ کی باقاعدہ طور پر تحقیقات کرائی جائے، کیونکہ ظلم کی بات یہ ہے کہ یہ حادثہ ایک پھاٹک نہ ہونے کی وجہ سے پیش آیا۔ میری اطلاع کے مطابق ایسے ہزاروں junctions ہیں جہاں پر اس قسم کے پھاٹک موجود نہیں ہیں اور وہاں ہر وقت ہزاروں انسانی جانوں کو خطرہ رہتا ہے۔ آج تو ہم نے فاتحہ پڑھ لی، ہم کب تک غریب لوگوں کی فاتحہ پڑھتے رہیں گے۔ میں پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس قسم کی نااہلی کا سختی سے نوٹس لیا جائے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔

جناب محمد علی درانی: جناب چیئرمین' یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس میں اتنی بڑی negligence ہوئی ہے۔ پچھلے دو سال کے درمیان اس طرح کے چار واقعات اسی پھاٹک پر ہو چکے ہیں۔ سات لاکھ کی آبادی کے شہر کو یہ سڑک جاتی ہے۔ اس کے اوپر دروازہ اس لئے ابھی تک نہیں لگ سکا کہ این ایچ اے اور ریلوے کے درمیان کوئی conflict چل رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں لوگوں کی جانیں اس طریقے سے تلف ہو رہی ہیں۔ آپ کے نوٹس میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ یہ وہ ریلوے لائن ہے جس کے اوپر سے -----

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر موشن سا بنتا جا رہا ہے ----

جناب محمد علی درانی: اس پر جناب میں call attetion notice move کر رہا ہوں۔ اس کو -----

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ کر دیں تو ٹھیک رہے گا۔ Now let's get on to the business.

چوہدری محمد انور بھنڈر: میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج پرائیویٹ ممبر ڈے تھا۔ گورنمنٹ بزنس نہیں تھا۔ اپوزیشن سے ہم توقع کر رہے تھے کہ یہ ایک ملا جلا ہمارا دن تھا جس میں پرائیویٹ ممبر بزنس تھا۔ وہ بہت talented people ہیں۔ وہ آتے، اجلاس میں شرکت کرتے۔ ہم ان کو welcome کرتے۔ ہم تو پہلے بھی یہ استدعا ان کی خدمت میں کرتے رہے ہیں کہ آپ کارروائی میں حصہ لیں۔ میں صرف یہ ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ بزنس والے دن بھی ضرور آئیں اور پرائیویٹ ممبر والے دن تو خاص طور پر ضرور تشریف لاتے،

تشریف رکھتے ۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ پرائیویٹ ممبر ڈے ایک مشترکہ کام ہے، گورنمنٹ سے تو اختلافات ہو سکتے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب آپ کی بات درست ہے، لیکن "وہ جگر کہاں سے لاؤں"۔

We are getting on to item No.2. Ch. Muhammad Anwar Bhinder may move for leave to introduce the bill appearing at the serial 2. on the order of the day.

INTRODUCTION OF THE BILL

{THE SUPREME COURT OF PAKISTAN(POWER TO REVIEW) BILL, 2003}

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : Sir, I beg to move, for leave, to introduce a bill, to provide for the power of review by the Supreme Court of Pakistan, { the Supreme Court of Pakistan(power to review) bill, 2003}.

جناب حامد یار ہراج: میری گزارش یہ ہے کہ منسٹر برائے لاء اینڈ پارلیمانی افیئر یہاں پر موجود نہیں ہیں اور ان کی چھٹی کی درخواست بھی آئی ہوئی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں پر کافی سارے بلز introduce ہو رہے ہیں۔ میری ایوان سے استدعا ہے کہ ان سب کو defer for the next day کردیں۔ تا کہ اس پر فیصلہ ہو سکے۔ شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کی اطلاع تو میرے پاس بھی آئی ہوئی ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بلز پرائیویٹ ممبر بلز ہوتے ہیں۔ کافی عرصے سے ان کا ہم نے نوٹس دیا ہوا ہوتا ہے ۔ ایک دفعہ اگر یہ نکل جائیں گے تو پھر اس کے بعد دوبارہ بہت دیر سے باری آتی ہے۔ میں اس بات پر تو اعتراض نہیں کروں گا غالباً فاضل وزیر پالیمانی امور کو کوئی زیادہ pressing engagements ہونگی اور ان کی موجودگی

میں ہی یہ بل پیش ہونے چاہئیں تھے لیکن صرف یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے اگر متعلقہ وزیرصاحب حاضر نہ ہوں تو ان کی بجائے اور وزیر صاحب اس کے متعلق اپنی سٹیٹمنٹ یا اپنا موقف واضح کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب جہاں تک میری اطلاع ہے یہ بل بہت اہم ہیں۔ یہ کیبنٹ کو جاتے ہیں، وہاں پر discuss ہوتے ہیں، پھر ان کا consensus ان کو ملتا ہے چونکہ وہ نہیں ہیں تو Item 2 to 9 stand deferred till the next time. This takes us back to the motion. We now come to the motion under Rule 194, such motion is in the name of Babar Khan Ghori at serial No.10 of the agenda. Please move your motion Mr. Ghori sahib.

MOTION UNDER RULE 194

RE: OVERALL PERFORMANCE OF P.T.V.

Mr. Babar Khan Ghori: I beg to move that the House may discuss the overall performanc of Pakistan Television Corporation.

Mr. Acting Chairman : Minister is not here, who will answer that?

جناب حامد یار ہراج: جناب اس سلسلے میں یہی گزارش کروں گا کہ اس کو بھی further date کے لئے آگے لے جائیں کیونکہ یہ موشن ہے، اس پر discussion بھی ہو سکتی ہے۔

Sir, if you allow because you are the Chairman. If you want to proceed this way, the House can discuss it, then we can take it up and we can send the recommendations to the Ministery. Sir, it is up to you.

Mr. Acting Chairman: Things are like that we are in a

cul-de-sac.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, actually the position so far as motion 194 is concerned, that is already discussed.

Mr. Acting Chairman: So, lets discuss it anyhow. Watch it out when the Minister comes, he can reply.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: The honourable Minister has said that he has no objection if it is discussed.

Mr. Acting Chairman: Lets discuss it, he can come back with an answer or something like it. Yes Mr. Babar Ghori.

جناب بابر خان غوری: آج کے دور میں میڈیا کا بہت اہم کردار ہے۔ آپ نے دیکھا کہ عراق war میں جھوٹ بولا گیا لیکن اسی میڈیا کی وجہ سے آج شاید بلیر صاحب کو حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے۔ پاکستان میں PTV ایک کارپوریشن ہے، کارپوریشن کا مطلب ہے ایک آزاد خود مختار ادارہ، لیکن شاید وہ آزاد اور خود مختار نہیں ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس کو ایک آزاد اور خود مختار ادارے کی حیثیت دیں، ہم نے جو اس کو نام دیا ہے وہ ہمیں باقاعدہ عملی طور پر دینا پڑے گا۔ ہم نے مختلف Channels کو بند کر دیا۔ ان کو بند کرنے سے کیا پاکستان ٹیلیویژن کی credibility عوام میں بنی، کیا عوام نے اس بات کا احساس کیا کہ وہ Channels اگر بند ہو گئے ہیں تو PTV پر جو خبرنامہ آ رہا ہے اس کی کیا سچائی ہے، اس میں جو کچھ بیان کیا گیا، کیا وہ اس کو تسلیم کرنے کو تیار ہو گئے۔ مسئلہ Channels کو بند کرنے کا نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے اس TV کو کس طرح بہتر بنائیں۔

یہ پاکستان کا TV ہے، اس پر ہمیں فخر ہے۔ ہمارا یہ قومی نشریاتی ادارہ ہے۔ اگر ہم اس پر سرکاری search رکھیں یا اسے سرکاری TV بنا دیں تو یہ ان عوام کے ساتھ بہت ہی زیادتی ہو گی جو tax pay کرتے ہیں۔ پاکستان TV آپ کے ہمارے اور عوام کے ٹیکس سے چل رہا ہے۔ اس ادارے میں آپ نے Channels بند کر دیئے۔ Channels بند کرنے سے آج

کے دور میں سچائی چھپ نہیں سکتی۔ اب انٹرنیٹ کا دور ہے، اب کیا آپ گھر گھر انٹرنیٹ کو بند کریں گے ۔ وہاں بھی انٹرنیٹ پر خبریں حاصل کرنے کے سو ذرائع ہیں۔ اگر کوئی آدمی یا کوئی Channel جھوٹا propaganda کر رہا ہے تو پاکستانی قوم اس سے متاثر ہو کر اپنے ملک کے خلاف کھڑی نہیں ہو سکتی یا اس propaganda کو accept نہیں کر سکتی۔ ہم سنیں کہ انہوں نے کیا کہا تو ہم اس کا counter بھی کریں۔ جب ہمیں پتا ہی نہیں ہو گا کہ انہوں نے کیا کہا ہے تو ہم اسے compare ہی نہیں کر سکتے۔

آپ یہ دیکھیں کہ جب مختلف Channels آ رہے تھے تو اس سے PTV کے پروگراموں میں بہتری پیدا ہوئی ۔ اس کے talk shows شروع ہوئے، دوسرے entertainments programmes میں بہتری آئی۔ اس کی بھی وجہ یہی تھی کہ ایک مقابلہ شروع ہو گیا تھا لیکن اگر ہم وہ مقابلہ ختم کر دیں اور یہ سمجھ لیں کہ یہ ادارہ ہے اور ہم اس کو لوگوں پر impose کریں کہ تم نے یہ ہی دیکھنا ہے۔ اب جبکہ دوسرے Channels بند ہو گئے اور پانچ بجے آپ آفس سے تھک ہار کر آتے ہیں اور PTV کو کھولتے ہیں تو وہاں سے آواز آتی ہے " جناب یہ ٹریکٹر ہے، اس کے دو ویل آگے ہیں دو پیچھے ہیں" اب وہ بولے گا کہ بھئی میں ٹریکٹر تھوڑی دیکھنا چاہتا ہوں۔

PTV کی ٹیم بہت اچھی ہے۔ جو لوگ آج PTV چلا رہے ہیں ماشاء اللہ وہ professionals ہیں لیکن PTV میں مداخلت کو ختم کرنا چاہیئے۔ PTV کو آزاد کرنا چاہیئے۔ اگر آپ تین چار سینیٹرز کو لے کر اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں اور ان سے صرف اتنا کہہ دیں کہ وہ ہمارے آزاد لوکل Channels مثلاً Geo ARY Indus Uni وغیرہ کی خبریں اور PTV کے معیار کو چیک کر کے رپورٹ دیں تو حقیقت آپ کے سامنے جائے گی۔

میں پاکستان ٹیلیویژن کو criticise نہیں کر رہا، انہوں نے بہت اچھے اچھے ڈرامے پیش کئے ہیں۔ Artists کو دوسرے Channels پر payment زیادہ مل رہی ہے لیکن انہوں نے کم payments پر ملک کی محبت کی خاطر دن رات کام کر کے، اس کو آج ایک مقام تک پہنچایا ہے۔ اگر اس میں سرکاری مداخلت جاری رہے گی تو شاید وہ ترقی نہ کر پائے۔ اس کی performance کے صرف ملازمین ذمہ دار نہیں ہیں۔ اس کے ذمہ دار ہم اور آپ بھی ہیں جو اس

پر اپنی مرضی کی پالیسی مسلط کرتے ہیں۔ وہاں کوئی پالیسی مسلط نہیں کرنی ہے۔ ان کو وہاں پر professionally آزاد چھوڑنا ہے کہ آج کے دور میں ان کی ضرورت ہے۔ صرف ان کی needs کو پورا کرنا ہے تاکہ ہم دنیا کا مقابلہ کر سکیں۔ آج بھارتی T.V. English channel بنا کر پوری دنیا English language سے easily اپنا propoganda کر سکتے ہیں۔ انہوں نے Europe اور امریکہ میں جو Zee English channel شروع کیا، وہ بھارتی T.V ہے۔ وہ سرکاری نہیں ہے لیکن انہوں نے اس کو پورا patronize کیا ہے لیکن ہمارے private channels کو سرکار کی طرف سے کوئی امداد نہیں دی جاتی۔ ان کو سرکار کی طرف سے support نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے لئے hurdles پیدا کی جاتی ہیں۔

P.T.V پاکستان کے لئے بہتری کا کردار ادا کر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں سرکاری banks بھی ہیں اور foreign national banks بھی ہیں، کیا پاکستانی سرکاری banks بند ہو گئے، وہ بھی چل رہے ہیں اور foreign national banks بھی چل رہے ہیں۔ اسی طرح airlines میں بھی یہی مسئلہ ہوا ہے کہ PIA کی انتظامیہ اور افسران بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے PIA کو چلانے کی لئے ایک easy system یہ سمجھ لیا کہ گورنمنٹ کو کہہ دو کہ فلاں airline کو مت آنے دو، اس کے آنے سے ہماری airline متاثر ہو گی۔ یہ نہیں کہہ رہے کہ ہماری جو service خراب ہوئی ہے اس کو ہم بہتر بنائیں تاکہ دوسری airline کی service متاثر ہو۔ جب تک یہ trend نہیں آئے گا، اس وقت تک ہم مقابلے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ آج ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ جو ہمارے لوگ ہیں ہم ان پر trust کریں۔ PTV کے اعلیٰ افسران کو مکمل اختیار دیئے جائیں تاکہ وہ اس کو ایک professional طریقے سے چلائیں۔ سرکاری مداخلت ختم کر دی جائے۔ ہاں آپ کوئی ایسی چیز نہ دیں جس سے پاکستان کی ساکھ متاثر ہو۔ پاکستانی عوام کے جذبات متاثر ہوں یعنی کوئی غیر اخلاقی پروگرام نہ دکھائیں لیکن یہ بھی نہیں ہو کہ جب TV کھولیں اور چاہیں کہ میں relax ہوں تو آپ مزید tension میں آجائیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اس قسم کے پروگرام کے لئے وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ہم اس قسم کی instructions دیں۔ ہماری Information Ministry کو اپنا پورا ہاتھ ہٹانا پڑے گا otherwise کیا ہو گا کہ سوائے پنڈی کے ترقیاتی کاموں کے، کہیں کے

پروگرام نہیں دکھائے جائیں گے یہ چیز بہت غلط ہے اور بھی ممبران ہیں اور بھی ministers کام کر رہے ہیں لیکن ایک minister صاحب زیادہ آتے ہیں۔ دوسروں کا پتا بھی نہیں چلتا کہ وہ کام کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے ہیں۔ GEO اور دوسرے TV Channel سے پتا چلتا ہے کہ ہاں یہ بھی کچھ کام کر رہے ہیں۔ ہمایوں اختر صاحب نے بھی آج کچھ کام کیا ہے، آج نصیر صاحب نے کسی hospital کا دورہ کیا ہے لیکن اگر PTV میں چلے جائیں، سوائے شیخ رشید صاحب کے اور کسی کے پروگرام نظر نہیں آتے۔ میرے خیال میں جتنی محنت وہ کر رہے ہیں، اگلی ترقی ان کی بہت جلد ہو جائے گی۔لہذا، اس ترقی کے لئے---------------

جناب قائم مقام چیئرمین: PTV private television ہے۔

جناب بابر خان غوری: جناب میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ PTV کے حوالے سے ہمارے اور بھی ممبران بات کرنا چاہیں گے۔ میں اپنی گفتگو مختصر کروں گا۔ہم چاہیں گے wind up پر اس کی واضح پالیسی سامنے آئے تاکہ PTV پر لوگوں کا اعتماد بحال ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: غوری صاحب زور کم ہو گیا ہے۔ آپ کے تیس منٹ تھے۔ ہاں شہزاد وسیم فرمائیں۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب غوری صاحب ایک نہایت حساس موضوع کو آج زیر بحث لائے ہیں۔ جناب آج free media biz world بن چکا ہے۔ اگر آپ free کی definition پر جائیں تو میرے خیال میں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کا media شاید اس پر پورا نہیں اترتا ہے۔ یہاں ابھی عراق war کا بھی ذکر ہوا ہے، میں اسی کی مثال لوں گا۔ کیا عراق war کی reporting کے دوران BBC, CNN, FOX کو unbalanced یا free media کہیں گے ؟ جناب اپنے ملک کی ہر چیز پر تنقید کرنا بلکہ غیر ضروری تنقید کرنا unfortunately ہمارا شیوہ بن چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہتری کی گنجائش زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہے۔ مگر ہمیں دوسری حقیقتوں کو بھی ذہن میں رکھنا ہو گا۔ جہاں پر right of choice اور human rights ہر شخص کا حق ہے، اسی طرح اپنے معاشرے کی قدروں کو، اپنے معاشرے کے ماحول کو دیکھتے ہوئے بھی اپنے بچوں کو کسی چیز سے protect کرنا بھی ہر معاشرے کا اور ہر انسان کا حق

ہے۔ دنیا کی تمام حکومتیں اپنے national interests کو promote کرنے کے لئے اپنی media policy اور اپنے channels کو بھی استعمال کرتی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں اگر ایسا کیا گیا تو نہایت غلط طریقے سے کیا گیا۔ میں یہ واضح کرتا چلوں کہ صرف News channels کی بندش نہیں ہوئی ہے بلکہ تمام Indian channels کی بندش ہوئی ہے۔ in the long run ہم اپنے آپ کو ان channels کی بندش سے protect نہیں کرسکتے۔ لیکن میرے خیال میں short term کے لئے یہ کوئی بری policy نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ entertainment کے نام پر ہماری معاشرتی اور اخلاقی قدروں کو جس طرح پامال کیا جاتا ہے اسی طرح talk shows کے نام پر جس طرح زہر اگلا جاتا ہے، موجودہ حالات میں ہمارا معاشرہ شاید اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ ہمیں ایک long term پالیسی بھی بنانی پڑے گی کیونکہ زیادہ دیر تک آپ صرف ان channels کی بندشوں سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں کرسکتے۔

جناب والا! globalisation کے نام پر اس وقت مختلف اقوام کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ جس طرح ایک hard ware ہوتا ہے اور ایک soft ware اسی طرح media نے electronically and,scientifically تو بہت ترقی کی ہے، مگر اس میں جو اس وقت soft ware چل رہا ہے وہ ابھی تک globalisation کی definition پر پورا نہیں اترا۔ اس وقت صرف ایک set of values کو دنیا کے تمام ممالک میں impose کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو کہ دنیا کے مختلف ممالک کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ان حالات میں ہمارے media کے اوپر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آنے والے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے۔ میری تجویز ہے کہ سردست ضرورت اس امر کی ہے کہ private T.V.channels کی حوصلہ افزائی کی جائے اور مزید private T.V.channels کو encourage کیا جائے کہ وہ بھی اس دوڑ میں شامل ہوں۔

ایک اور تجویز یہ ہے کہ جس طرح بھی اظہار ہوا کہ PTV سے لوگوں کا اعتماد اٹھتا جا رہا ہے کیونکہ وہ حکومت کا spokesman بن کر رہ گیا ہے، ہونا تو یہ چاہیئے کہ PTV کو حکومت کا spokesman بننے کے بجائے State کا spokeman ہونا چاہیئے۔ اس میں بہت واضح فرق ہے

جو کہ PTV کو جاننا چاہیئے۔ میری ایک تجویز ہے کہ پارلیمنٹ کی کارروائی جو کہ صرف پی ٹی وی تک محدود ہے اس کو باقی privateT.V.channels جیسے GEO اور Indus وغیرہ ہیں ان کو بھی اس کی اجازت دینی چاہیے تاکہ وہ پارلیمنٹ کی کارروائی اور دوسرے حکومتی امور کو coverage دے سکیں ۔اس طرح جو ایک تاثر پایا جاتا ہے کہ خاص قسم کے نقطہ نظر کو promote کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس سے بچت ہو سکے ۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رانجھا صاحب۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں سمجھتا ہوں کہ بابر غوری صاحب نے ایک بہت ہی اہم مسئلہ کو پیش کیا ہے اور اس پرہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے ۔ آج ہم حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں حکومت کا ایک پیغام ہے ۔ کہ ہم نے آزادی اظہار دی ہے ۔ ہم نے freedom of information,freedom of press دی ہے۔ اس میں print media بھی آتا ہے اور electronic media بھی آتا ہے ۔ دنیا کے تمام ملکوں میں حکومت کا میڈیا میں عمل دخل ہوتا ہے۔ اس میں حکومت کی ساخت کو project کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہم ہمیشہ سمجھتے تھے کہ BBC اور CNN بڑے ہی independent ادارے ہیں لیکن جب ملکی مفاد آیا تو ان کا تمام تر Bias ملک کی طرف تھا۔ اس وقت جو point raise ہو رہے ہیں وہ دو ہیں ۔ ایک credibility اور دوسرا performanc ہے۔ میری ذاتی دانست میں PTV نے بہت improve کیا ہے لیکن اصل electronic Media کا test یہ ہے کہ جو چیز وہاں سے دکھائی جائے لوگ اس کو صحیح بھی مانیں۔ اگر لوگ اس کو صحیح نہیں مان رہے تو جتنا بجٹ اس کو دے رہے ہیں وہ سب ضائع ہو رہا ہے۔

میری دانست میں اس شعبہ میں جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ گریڈوں کے چکر میں ہیں ۔تمام تر سوچ ایک سرکاری ملازم والی بنی ہوئی ہے۔ اس سرکاری سوچ کے تابع اگر مداخلت نہ بھی ہو، اگر باہر سے ان کو کوئی نہ بھی روکے، ان کو حکومت کی طرف سے کوئی آدمی نہ بھی روکے تو انہوں نے اپنے اوپر خود ایک قدغن لگائی ہوتی ہے۔ لہذا جب وہ پروگرام دکھاتے ہیں تو ان پروگراموں سے تاثر ملتا ہے کہ ادارہ کسی کے کہنے پر خبر دے رہا ہے، کسی کو project

کرنے کے لیے خبر دے رہا ہے۔ وہ تمام تر کاوش ضائع ہوجاتی ہے۔ میری اس ہاؤس سے گزارش ہو گی کہ کبھی جب ہم ٹی وی اسٹیشن جاتے ہیں تو آپ ان کی working condition دیکھیے گا۔ کبھی یہ بھی دیکھیے گا کہ ہم نے ان کو کیا دیا ہوا ہے۔ ان کے کیمروں کی شکل دیکھیے گا۔ جہاں وہ ہم سے بیٹھ کر باتیں سنتے ہیں اس ماحول کو دیکھیے گا۔ صرف تنقید کی بات نہیں، اس ماحول کو بھی improve کرنا چاہیئے اور ساتھ ساتھ وہاں پر induct کریں وہ لوگ، جو سرکاری سوچ نہیں رکھتے، جو ملازموں والی سوچ نہیں رکھتے، جن کو پتا ہے کہ media کا مقصد کیا ہے تا کہ point of view صحیح طریقے سے پیش کر سکیں۔ جب تک آپ اسکی credibility بحال نہیں کریں گے، اس میں تنقید کا پہلو نہیں آئے گا۔ اس وقت تک لوگ اس کو نہیں مانیں گے۔ میری ہاؤس سے گزارش ہے کہ اس پر غور کیجیے کہ کس طریقے سے ہم اسکی credibility بہتر کر سکتے ہیں۔ جس طرح فلاں اخبار کی credibility ہے فلاں اخبار کی credibility نہیں۔ جب تک اس طریقے سے ہم اس کو قائم نہیں کرتے کہ .PTV becomes a credible institution People start believing it. اس وقت تک جتنے بھی پیسے آپ اس پر لگا رہے ہیں، یہ پیسے سرا سر ضائع ہو رہے ہیں۔ اس کا نہ حکومت کو، نہ ملک کو، نہ ہی عوام کو کوئی فائدہ ہے۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: ولی محمد صاحب۔ تنویر خالد صاحبہ کیا آپ اپنی سیٹ پر بیٹھی ہیں؟

مسز تنویر خالد: نہیں میں اپنی سیٹ پر نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تو پھر بولنے کے لیے آپ کو اپنی سیٹ پر جانا پڑے گا۔ شاید آج راستہ بھول گئی ہیں آپ کیونکہ پھر لوگ سمجھیں گے کہ کمیلی صاحب بول رہے ہیں۔

جناب محمد اکرم: شکریہ چیئرمین صاحب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بابر غوری صاحب نے میڈیا اور پی ٹی وی کے role پربات کی اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک بہت اہم issue یعنی پی آئی اے اور ائر لائینز کی طرف بھی توجہ دلائی۔ کسی بھی country کی

economyکے لئے airlink بہت ضروری ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس subject پر تھوڑی سی بحث کی جائے۔ PIA ہماری اپنی national airline ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک کے لیے، ہماری economy کی بہتری اور development کے لئے زیادہ سے زیادہ airlinks ہونے چاہئیں، جس میں international airlines اور private airlines دونوں کو زیادہ سے زیادہ encourage کرنا چاہیئے۔ PIA کے interests کو protect کرتے ہوئے ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم ان کو زیادہ encourage کریں اور پاکستان کے airlinks بڑھائیں۔ Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بولیں گی غلط سیٹ سے صحیح بات؟

مسز تنویر خالد: جی مجھے اجازت ہے یہاں سے بولنے کی یا مجھے اپنی سیٹ پر جانا پڑے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج آپ کو اجازت ہے۔

مسز تنویر خالد: میں سمجھتی ہوں کہ ہم چند خواتین کی سیٹیں اتنی پیچھے ہیں کہ ہم liberty لے لیتے ہیں۔ خالی سیٹیں دیکھ کر ہم آگے آ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ میں ٹی وی کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ یہ بڑا دلچسپ موضوع ہے۔ اس وجہ سے کہ ہمارا ملک، سب جانتے اور مانتے ہیں کہ غریب ملک ہے۔ یہاں کے عوام کے پاس تفریح کے کچھ ہی مواقع ہیں۔ جن میں سے ٹی وی عوام کے پاس ایک بڑی تفریح کا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ نہ ایسے مقامات ہیں، نہ وہ اتنے مالدار ہیں کہ تفریح کے لئے tours پر چلے جائیں، مری آ جائیں یا بیرون ملک چلے جائیں۔ ان غریب عوام کا تفریح کا واحد ذریعہ ٹی وی ہے۔ خواتین گھر میں کھانا پکاتے ہوئے، گھر کی دیکھ بھال کرتے ہوئے، اس بات کو بہت پسند کرتی ہیں کہ اپنا ٹی وی on رکھیں، مختلف قسم کی دلچسپ باتیں سنیں اور اپنی فرصت کے وقت، شام میں، وہ کوئی دلچسپ گفتگو سنیں، کوئی ہنسی مذاق کے پروگرام بھی ہوں۔

یہ ایک غریب ملک ہے جس میں ہنسنا اور تفریح کرنا تو کم میسر آتا ہے۔ دن بھر کا تھکا ہوا انسان اور گھریلو خواتین کو دلچسپ اور تہذیب کے اندر گفتگو سننے کا موقع ملنا چاہیئے۔ ہمارے

ملک کے پروگرام ایسے ہی ہوتے تھے اور ہوتے ہیں۔ اب بھی ویسے ہی جاری رکھیں۔ TV پر تفریح کو بڑھایا جائے کیونکہ اس کے علاوہ عوام کے پاس کوئی اور تفریح تو ہے ہی نہیں۔ کم از کم کراچی میں تو TV کے علاوہ کوئی اور تفریح نہیں ہے۔ یہاں کے لوگ شاید مری چلے جاتے ہیں؟ ہمارے کراچی والے غریب تو زیادہ سے زیادہ ساحل سمندر پر چلے جاتے ہیں۔ اس میں بھی ایک ساحل خراب ہوگیا ہے۔ .out of their reach اس وجہ سے میرے خیال میں TV کو اجازت ہونی چاہیئے کہ وہ تفریحی عنصر بھی بڑھائے ۔ تفریح نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے عوام انڈیا کے TV channels دیکھتے ہیں۔ عوام صرف ان کی خبریں سننے کے لئے یہ نہیں دیکھتے۔ شاید بہت ہی سیاسی دلچسپی رکھنے والے افراد یا صرف مرد حضرات خبریں سنتے ہونگے مگر گھریلو خواتین تو صرف ان کے دلچسپ پروگرام دیکھتی ہیں۔ ہنسی مذاق کے پروگرام لوگ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے پاس TV پر ایک ففٹی ففٹی پروگرام ہوا کرتا تھا جو بہت ہی دلچسپ پروگرام تھا۔ جو حضرات TV سے متعلق ہیں وہ اس طرح کے پروگرام بھی بنائیں اور TV میں دلچسپی پیدا کریں۔ میری یہی گزارش تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ گلشن سعید صاحبہ۔

مسز گلشن سعید: میں بابر غوری صاحب کی بات کو آگے بڑھانا چاہتی ہوں۔ یہ جو منسٹریز کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے۔ مجھے بھی کافی شکایات ہیں، آخر ہم پنجاب سے آئے ہیں۔ کافی لوگ ہم سے contact کرتے ہیں۔ کبھی تعلیم سے متعلق، صحت اور ہاؤسنگ سے متعلق مسائل کے حل کے لئے لوگ ہم سے رابطہ کرتے ہیں۔ جب ہم منسٹر صاحبان سے بات کرتے ہیں تو ہمیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی چیز amend کرنے کے لئے powers نہیں ہیں۔ میں بھی یہی چاہوں گی کہ آپ اس بات کو نوٹ کریں۔ جتنے بھی ہمارے منسٹرز ہیں، ان سے کہا جائے کہ ہم سینیٹرز ہیں، ہم جب بھی ان سے کوئی بات پوچھیں یا ان سے کوئی مسئلہ کہیں یا اپنے علاقے کے لوگوں کے مسئلے ان کو بتائیں تو وہ ان کو اچھی طرح سنیں اور ہمیں اس کا صحیح جواب دیں یا اس کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ صرف یہ جواب دینا کہ یہ ہماری powers میں نہیں ہے اور وہ ہماری powers میں نہیں ہے۔

اس کا کوئی سدباب کیا جائے۔

اس کے علاوہ PTV کے بارے میں بھی جو بات کی گئی ہے۔ PTV پر اتنے فضول قسم کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ time waste کرنے کی بات ہے۔ بچگانہ قسم کے پروگرام ہوتے ہیں جن میں کوئی مذاق کا پہلو نہیں ہوتا۔ ڈرامے بھی پتا نہیں کس سے لکھوائے جاتے ہیں؛ کس سے بنوائے جاتے ہیں؛ PTV پر کوئی تفریح کا پہلو نہیں ہے۔ سب نے کہا اور بالکل سچ کہا کہ اس پورے department کو overhauling کی ضرورت ہے۔ آپ اس بارے میں کچھ نہ کچھ کریں۔ ہم صرف یہاں بات کرنے کے لئے نہیں آتے۔ بات ہوتی ہے اور اس کے بعد ختم ہو جاتی ہے' اس پر کوئی عمل در آمد نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ میں کمیٹیوں کے بارے میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے سینیٹ کو بنے ہوئے ۶ مہینے ہوگئے ہیں۔ اپوزیشن والے آکر یہاں بات کرنا پسند نہیں کرتے' ان کو کمیٹیوں میں کیوں شامل کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ نہ وہ آئیں گے اور نہ وہ بیٹھیں گے اور نہ کمیٹیاں بنیں گی۔ اس طرح ہمارا یہ عرصہ گزر جائے گا۔ یہ بڑی serious بات ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ اس بات کو دیکھیں۔ وہ آکر شور مچاتے ہیں اور ۵ منٹ بعد چلے جاتے ہیں۔ اب اس بات کا بھی سدباب کیا جائے۔ ان کو یہاں داخل ہونے نہ دیا جائے۔ اگر انہوں نے صرف الاؤنس کے لئے آنا ہے تو کیوں آتے ہیں؟ ۹ مہینے ہوگئے ہیں اور پورا ملک ہمارا تماشا دیکھ رہا ہے۔ لوگ ہمیں شرمندہ کر رہے ہیں کہ آپ سینیٹ میں کیا کرنے جاتے ہیں؟ ۳ ماہ کے بعد سیشن ہوا ہے اور انہوں نے پھر وہی کیا ہے۔ بابر صاحب کو بات نہیں کرنے دی۔ شور مچا کر باہر چلے گئے۔ میرے خیال میں ان کا داخلہ بند کر دیا جائے۔ یہی ایک طریقہ ہے اور ان کا الاؤنس بھی بند کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ PTV میں کیسے آ گیا؟

مسز گلشن سعید: نہیں، میں تو آپ کو سارے points بتا رہی ہوں۔ چیئرمین صاحب! اس بات کا مذاق نہ بنائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مذاق نہیں serious بات ہے۔ PTV discussion پر

ہو رہی ہے۔

مسز گلشن سعید: جتنے میرے بھائی بہن سینیٹرز یہاں بات کر رہے ہیں، وہ تمام باتیں میرے ذہن میں ہیں۔ اب میں بات کرنے کھڑی ہوئی ہوں۔ سب سے main point یہی ہے کہ اپوزیشن کے رویے سے مجھے بہت تکلیف ہے۔ یہ آج بھی ۵ منٹ کے اندر اندر چلے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تو وہ TV پر آگیا کہ وہ چلے گئے۔

مسز گلشن سعید: تو پھر آپ سب یہ کیوں کہتے ہیں کہ اپوزیشن لیڈر سے بات کریں تو کمیٹیاں بنیں گی۔ یہ کیوں کہتے ہیں؟ یہ کمیٹیاں آپ بنائیں اور کام شروع کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں دیکھئے۔ وہ تو اب دوسری بات ہوگئی۔ یہ TV کی بات نہیں ہے۔ اب discussions ہو رہی ہیں TV کے اوپر۔

مسز گلشن سعید: بھئی TV کا تو میں نے ایک point کہا کہ یہ میں بھی agree کرتی ہوں کہ بہت ہی فضول قسم کے پروگرام ہوتے ہیں۔ اس کی overhauling کی ضرورت ہے۔ منسٹری کی بھی میں نے بات کی کہ ہمیں وہاں لوگوں کے کام پڑتے ہیں۔ ہم پارٹی کے لوگ ہیں۔ اگر ہمارے علاقے کے لوگ ہم سے کام کہتے ہیں تو ہم کس کو کہیں۔ جب کام کہیں تو کوئی جواب ہی نہیں دیتے۔ یہ جاننا ہی نہیں چاہتے کہ ہم کون ہیں۔ یہ بڑی افسوسناک بات ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی departmental problems ہوتی ہیں جو کہ ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں، اس کی صحیح explanation ان کو یہاں دینی چاہیئے۔میں چاہتیوں کہ آپ یہ ساری باتیں نوٹ کریں۔اگر آپ چاہیں گے تو میں آپ کے کمرے میں آکر مزید discussions کرونگی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں وہ زیادہ اچھا رہے گا۔ کمیلی صاحب آپ بھی غلط seat پر سے کیسے بات کریں گے۔ اب خاتون نے مائک لے لیا ہے۔ یہ بڑی مشکل ہے اچھا بولیں۔ وہیں سے بول دیں۔

this is the last time, please sit on your seats because the quorum of the

House is not right.

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک basic decorum ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب ہمیں خوب پتا ہے لیکن خاتون کی بڑی زبردست قسم کی وجہ تھی۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: نہیں جناب آپ کو تو تمام چیزوں کا پتا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس decorum کا پاس رکھنا چاہیئے کہ ہم اپنی seat پر سے بولیں وگرنہ تو آپ کی آنکھ recognize ہی نہیں کرتی۔ قانون اور ضابطے کے مطابق آپ پہچانتے ہی نہیں ہیں کسی کو تاوقتیکہ وہ اپنی seat پر نہ ہو۔ اس لئے یعنی آپ کی آنکھ کو پہچاننا ہی اس کو چاہئے جو اپنی seat پر ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بس پھر آنکھ بدلنی پڑے گی۔ point taken. ہاں آپ آ جائیں اپنی seat پر۔ وہ محترمہ وہاں سے چلی گئی ہیں۔ ویسے بڑی گرم seat ہو گی۔ دو تقریں ہوئی ہیں نہ۔

بی بی یاسمین شاہ: point of order جناب آج بابر صاحب نے PTV کے حوالے سے بڑا اہم مسئلہ اٹھایا ہے۔ اس پرہمیں ضرور بحث کرنی چاہئے اور اپنی تجاویز دینی چاہئیں۔ PTV پاکستان کا بڑا اہم چینل ہے۔ اس کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ آج کل جو اس پر پروگرامز آ رہے ہیں وہ اتنے اچھے نہیں ہیں کہ ان کو بیٹھ کر دیکھ سکیں۔ Private Channels کے جو programmes آپ دیکھ رہیں ہیں اس کے حساب سے PTV بالکل zero ہے۔ آجکل آپ کو پتا ہے کہ competition کا دور ہے۔ ہمیں یہ چاہئے کہ ہم اپنے PTV کے معیار کو اتنا بہتر بنائیں کہ ہمیں ضرورت نہ پڑے کہ ہم Star plus کا انتظار کریں یا Zee TV کا انتظار کریں یا کسی اور چینل کا انتظار کریں۔ کیوں کریں۔ ہمیں PTV سے اتنے اچھے پروگرامز دکھانے چاہئیں کہ ہمیں ان چیزوں کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے پاکستان کے writers اور artists کتنے اچھے ہیں لیکن ان کو ہم use نہیں کر رہے۔ PTV سے ان کی صلاحیتوں کو استعمال

کرنا چاہئے۔

دوسری بات، میں آپ کی اس point پر توجہ دلانا چاہوں گی کہ جو ہمارے PTV کے artists ہیں وہ middle class سے belong کرتے ہیں۔ جتنے بھی ان کو cheques ملتے ہیں، وہ آپ کو بھی پتا ہوگا کہ کس حساب سے ملتے ہیں۔ وہ ان کے لئے کافی نہیں ہیں۔ ایک تو ان کی pay بڑھائی جائے۔ دوسری بات یہ کہ جب وہ بیمار ہوں یا خدانخواستہ کوئی مالی ضرورت پڑتی ہے تو ان کا سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ hospital میں پڑے ہوئے ہیں یا کسی بڑی بیماری میں خدانخواستہ مبتلا ہیں تو کوئی ان کو دیکھنے والا نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ گورنمنٹ کو PTV کے artists جو پاکستان کے artists ہیں، ان کی طرف دھیان دینا چاہئے۔ medical کے حساب سے ان کو جو ضرورت پڑتی ہے تو وہ کم ازکم پوری ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کمیلی صاحب۔

جناب محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب بابر غوری صاحب نے بہت ہی important مسئلہ چھیڑا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹیلیوژن ایک اہم ادارہ ہے اور ملک اور معاشرے میں جتنی بھی خرابیاں پائی جا رہی ہیں، ان سب کو سدھارنے میں PTV ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کی policies درست طور پر frame کی جائیں۔ ٹیلی ویژن اس وقت کوئی مثبت کردار ادا نہیں کر رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ اس کی policies صحیح طور پر frame نہیں کی گئی ہیں۔ فضول قسم کے پروگرام دکھائے جا رہے ہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں دو چار مثالیں دے کر اپنی بات مختصر کرنا چاہتا ہوں۔

ٹیلیویژن کے ذریعہ ملک و قوم کو educate کیا جا سکتا ہے جو کہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ educational type پروگرام دکھائے جا سکتے ہیں، technical training بھی ٹیلیویژن کے ذریعے دی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ معاشرے میں جو اس وقت corruption پائی جا رہی ہے، جو بدعنوانیاں پائی جا رہی ہیں، جو terrorism ہے، جو انتہا پسندی ہے جس کے خلاف یہ حکومت ایک war لڑ رہی ہے جو intolerance ہے، یہ سارے وہ امراض ہیں جن کا حل ٹیلیویژن کے

ذریعہ سے ہو سکتا ہے ۔ اکثر اوقات جب کبھی sectarian violences ہوئے، terrorism ہوا اور اس کے بارے میں ہماری meetings ہوئیں تو اس میں کبھی گورنر صاحب نے کہا ، کبھی منسٹرز صاحبان نے کہا اور کبھی چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم ٹیلیویژن کو directions دے رہے ہیں کہ اس قسم کے پروگرام طے کئے جائیں کہ جس سے امن اور بھائی چارہ اور محبت بڑھے لیکن ایک دو پروگرام دکھانے کے بعد یہ سلسلے ختم ہو گئے۔ چاہیئے تو یہ کہ مسلسل systematically لوگوں کے ذہنوں میں جو brain poisoning کی گئی ہے ، اس کو ختم کیا جائے اور brain washing کی جائے کیونکہ systematically brain poisoning کی گئی ہے جس کی وجہ سے اتنی killings ہو رہی ہیں، کوئٹہ میں ہوئیں ، کراچی میں بھی ہو رہی ہیں ۔یہ صرف اس لئے ہو رہی ہیں کہ brain poisoning کی گئی ہے۔ لوگوں کو حقائق سے دور رکھا گیا ہے اور گمراہ کیا گیا ہے ۔جب ٹیلیویژن سے مثبت پروگرام پیش کئے جائیں گے اور مختلف مکاتب کے علماء اس میں آئیں گے، گفتگو کریں گے اور لوگوں کو اسلام کی true picture پیش کریں گے کہ what is islam، اسلام' انتہا پسندی کا نام نہیں ہے، اسلام دہشت گردی کا نام نہیں ہے ، بلکہ بتائیں گے کہ اسلام کیا ہے ۔اسلام میں جہاد ، جس کو exploit کیا گیا' اس کے بارے میں بتائیں گے کہ جہاد کیا ہے ۔ اس قسم کے مثبت پروگرام جب ٹیلیویژن سے نشر ہوں گے اور لوگ educate ہوں گے تو جو ایک دوسرے کے بارے میں غلط فہمیاں ہیں' وہ بھی اسی طریقے سے دور ہو جائیں گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک سفارش کا culture ہے ۔PTV پر بھی جن کے producers سے تعلقات ہیں ، ان کو تو موقع ملتا ہے ، وہ علما ہوں ، خواہ وہ artists ہوں یا کوئی اور ہوں جن کے کچھ producers سے تعلقات ہیں ، وہ برس ہا برس تک ٹیلیویژن پر چلتے رہتے ہیں لیکن جو PR نہیں کرتے ، producers سے تعلقات نہیں بڑھاتے ، انہیں ٹیلیویژن والے کبھی زحمت نہیں دیتے ۔یہ چیزیں بھی ختم ہونی چاہئیں ۔ یہ سفارش کا culture ختم ہونا چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ با مقصد پروگرام ہونے چاہئیں۔ خواہ یہ تفریحی پروگرام ہوں ، religious پروگرام ہوں یا educational پروگرام ہوں۔ سفارش والا عنصر، جس کا میں نے ذکر کیا ہے ، یہ بہت خطرناک ہے ۔بہت سارے سینیئر علما اور آرٹسٹ کو بھی ٹیلیویژن پر نظر

انداز کیا جاتا ہے - اپنی اپنی جان پہچان اور دوستی کا خیال رکھا جاتا ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب وقار صاحب۔

Mr. Acting Chairman: Mr. Waqar Ahmad Khan.

Mr. Waqar Ahmad Khan: Thank you Mr. Chairman..

Mr. Acting Chairman: I apologise, the light is too bright and I could not really see your hand earlier.

Mr. Waqar Ahmad Khan: No problem sir. Thank you very much for giving me the opportunity. I am thankful to the honourable Senator Mr. Ghori for raising the point about the PTV performance. Basically I did catch up this issue last week, during the question that I raised to the Information Minister and I did find the adequacy that he had in answering those questions. It would have been much better if the Minister for Information would have been here to respond and give a proper reference to the points that have been raised here.

What we are talking today is the performance and credibility of the PTV. PTV has the 24 hours transmission, which gives its audience different types of entertainment. It caters to the children, as well as the household ladies. It also caters to all the genders during the prime time. Basically, it is a source of information, news and current affairs. My honourable Senators were raising the point that the flow of information from PTV is not credible enough and is not being scrutinized properly. Here, I have two questions, one, who is doing the editing process? Is there an editorial board that monitors the flow of news? The second

question would be the same for the programming. Is there a programming board? Are they in control or is the Ministry of Information in control of the information?

Now, television is basically a means of communication. It is bridging the gap between audience, locally and internationally. We have raised the question about the performance of PTV overseas and locally but we are failing to understand the basic concept that if this media is not used properly, whatever information it is processing, whatever information it is turning out, is not helping. It is not reaching out and touching the people. We need to cater for our audiance, what are they looking for, what are they hungry for, what do they need to see and what do they need to watch? We have a former Minister for Information here and I hope, he will come out with his opinion on this matter because while he was there, I think we had a better PTV governance.

The basic point that I would like to raise is, if there is no board, there should be one constituted. The flow of the PTV programmes should be done by professional, independent board members, not by the Ministry of Information who are there to project themselves. I was totally dismayed at the performance of the Ministry, the other day and I was given all sorts of assurances on the floor here that we will come to you or you come to us for a cup of tea but the Leader of the House also said that since this matter has been raised on the floor of the House, this should be answered on the floor of the House. The Minister gave an assurance, "We will give proper representation and make sure that all the facts are

represented accordingly."However, when I watched the news at 9 O'clock, I was disappointed. There was no mention of the Question Hour and no mention of the questions raised during the process of the Senate, whereas whatever the minister said was being telecasted. Are we here for the self-projection of the ministers? Or, we are here to let the people of Pakistan know what points their legislators are raising? What are they talking about? Are they representing the people of Pakistan? Are they representing their interests? Are we talking for the benefit of the people of Pakistan? Or, we are just representing what the Ministry of Information is to present. I don't want to get too critical because the gentleman is not here to respond to my query. I will raise this point as a privilege, the day he is here. I know he is out. So, it is not sensible on my part to raise this point today. However, I think, to ensure the quality of programming, to restore its credibility, to make it competitive with other channels such as the Indian channels or the local channels that we have, we have to re-think about the programming. We have to introduce better programmes. We have to make sure that we cater for all the genders and all the age groups that we have in our country. The flow of news has to be appropriate. We have to ensure that it is not just propaganda but a proper flow of information. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Mushahid sahib would you like the Chair to invite you on the subject because you seem to be acquainted.

Mr. Mushahid Hussain Sayed: I am sorry, sir, for the last two weeks I was deprived of the pleasure of watching PTV as I was out of the country. So, it will be unfair for me to comment on that.

Mr. Acting Chairman: Is that the only reason? I think this discussion has become very hot. Minister is not here himself and there are very pertinent points which have been raised, so much so that Mr. Mushahid Hussain does not want even to comment on the subject. I would like to defer this motion for further discussion in the future.

Mr. Babar Khan Ghori: I don't mind.

Mr. Acting Chairman: You don't mind?

Mr. Babar Khan Ghori: Yes sir, I don't mind.

Mr. Acting Chairman: Alright. Then we move on to item 11.

جناب بابر خان غوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی غوری صاحب۔

POINT OF ORDER; RE: THAL CANAL

جناب بابر خان غوری: جناب چیئرمین! ایک مسئلہ تھل کینال کے حوالے سے ہے۔ وزیرمتعلقہ یہاں موجود ہیں۔ یہ بہت اہم issue ہے لیکن چونکہ ایجنڈے میں آگیا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ اس کو discuss کرلیا جائے یا یہاں وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے کوئی statement لے لی جائے یا وہ کوئی جواب دے دیں۔ اس کا کافی دنوں سے نوٹس دیا گیا۔ اس سلسلے میں صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب سندھ بھی گئے تھے۔ اس پر عوام کے کچھ خدشات ہیں۔ منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں۔ ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یا تو اس کو پہلے لے لیں یا ان سے بات معلوم کرلیں کہ اس کو کس طرح رکھنا ہے۔

Mr. Acting Chairman: It is a democratic state and it is a very ideal moment unless everybody magnanimously says that 'yes'.

Mr. Babar Khan Ghari: Yes, Sir.

Dr. Khalid Ranjha: Sir, there has been a lot of discussion on television. Before you defer it because the Minister is not here, I think, it is very unfair if what has been said today is not adequately projected through the television. I would request the Chair to please take good of the fact and I am sure that this institution projects all what has been said today, so that it should have a corrective effect on the institutions.

Mr. Acting Chairman: Ranjha Sahib, I assure you that the Chair says that it will be taken up again and everything will be on the record which we would put forward to him and a further debate is needed and that is the reason I have deferred it. So, what is the consensus of the House.

دیکھئے وہ کھڑی ہوگئیں ہیں because of her item.

Mr. Tariq Azim Khan: Mr. Chairman. very short in person.

ذرا اس طرف بھی نظر آپ کی ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں مصیبت یہ ہے کہ light بڑی زور کی ہے۔

Mr. Tariq Azim Khan: Sir, can I say a few words?

Mr. Acting Chairman: About?

Mr. Tariq Azim Khan: About the PTV.

Mr. Acting Chairman: No, I have deferred it.

جناب طارق عظیم خان، جناب اس پر ایک angle ذرا twist ہو گیا ہے' اس کو میں سیدھا کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: No, No. I have deferred it.

مسز تنویر خالد، میں آپ کی permission سے یہ move کرنا چاہتی ہوں

that the House may discuss the education policy of the government, not for the discussion today but I want just to move it so that it may be considered moved. Discussion may take place at any other time.

MOTION UNDER RULE 194

i) RE: EDUCATION POLICY OF THE GOVERNMENT.

Mr. Acting Chairman: Item No. 11 stands in the name of Mrs. Tanvir Khalid. Please move your motion.

Mrs. Tanvir Khalid: Thank you so much. I would like to move, with your permission that the House may discuss the educational policy of the government. Education policy is the correct word and I just wrote " education policy". Probably this has been misprinted. So, I have presented, should it be discussed right now or is it for the next time?

Mr. Acting Chairman: Would you like to defer it for a while?

Mrs. Tanvir Khalid: No, No I am very keen to present it.

جناب قائم مقام چیئرمین، دیکھیئے بھئی ایک بات ہے - ان کی اب Minister بھی بیٹھی ہوئی ہیں، لہٰذا ان کو ہم ناراض نہیں کر سکتے۔

مسز تنویر خالد، جی ہاں- میں education policy کے متعلق بتانا چاہتی ہوں اور in detail I have studied. I appreciate it. چونکہ میرا تعلق بھی ایجوکیشن سے ہی ہے تو تعلیم زندگی کی اہم ضرورت ہے اور ہر انسان کو ایک بہتر انسان بناتی ہے - لوگوں کی شخصیت،

کردار ، attitudes سب تعلیم سے بنتے ہیں۔ قائد اعظم صاحب نے فرمایا تھا ۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد he called the education conference in 1947. اور اس میں انہوں نے کہا

"You know that the importance of education and the right type of education can be over emphasized. There is no doubt that the future of our state will and must greatly depend upon the type of education we give to our children and the way in which we bring them up as future citizens of Pakistan. Education does not merely mean academic education. There is an immediate and urgent need for giving scientific and technical education to our people in order to build up our future economic life and to see that our people take to science---

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ کوئی essay یا thesis ہے ؟

مسنز تنویر خالد: یہ قائد اعظم کی صرف ایک چھوٹی saying ہے ' ---

trade and particularly well planned industry. We should not forget that we have to compete with the world, which is going very fast and we have to build up the character of our future generation. We should try by sound education to instil in them the sense of honour, integrity, responsibility and selfless service to the nation".

قائد اعظم کی یہ "quote" ہے اور چھوٹی سی ہے۔ شاید میں نے بہت آرام سے پڑھی ہے تاکہ لوگ اس کو follow بھی کریں اور سنیں ، سمجھیں اور اس کو appreciate کریں۔ وہ جانتے بھی ہیں ۔ اس میں قائد اعظم نے جو فرمایا the type of education اس پر emphasize کیا ہے ۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام quantity میں اتنی بڑی آبادی کے لئے ناکافی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت اس جانب قدم بڑھا رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سکول

مردوں اور عورتوں کی تعلیم کے لئے گاؤں اور دیہاتوں میں کھولے جائیں I appreciate our education minister Mrs. Zubaida Jalal Sahiba کہ جب سے یہ موجود ہیں ، انہوں نے جو کارکردگی دکھائی ہے that has to be appreciated, performance بہت اچھی ہے - تعلیم بڑی اچھی سمت میں جا رہی ہے اور میرے خیال میں اگر finances کی shortage نہ ہو تو اس سلسلے میں اس سے بھی زیادہ کام ہو سکتا ہے -

ہر ملک کو اپنی تعلیمی پالیسی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب پاکستان بنا تھا تو یہاں کوئی تعلیمی پالیسی نہیں تھی۔ لہذا 1947 میں قائد اعظم کی فرمائش پر ہی یہ تعلیمی پالیسی بنائی گئی - اس کے بعد 1959 میں ایک بڑی comprehensive education policy بنائی گئی۔ وہ ایک بہت عمدہ تعلیمی پالیسی تھی - 1972 میں اسی 1959 والی تعلیمی پالیسی میں کچھ اضافہ کرکے نئی پالیسی بنا دی گئی - کیونکہ ہوتا تو وہی ہے کہ ہر حکومت پچھلی پالیسی میں کچھ نہ کچھ add کرکے یا اسے اپنی طرف سے print کراکے نئی پالیسی دے دیتی ہے - اس میں حکومت کو کچھ credit مل جانے کی بھی توقع ہوتی ہے لیکن basically education policy of 1959 is the most perfect policy پھر 1972 میں سکول nationalize کئے گئے تھے۔ تعلیمی نظام پر اس کے جو اثرات ہوئے وہ سب کے سامنے ہیں - 1998 میں پھر ایک دفعہ تعلیمی پالیسی بنائی گئی اور 2001 میں زبیدہ جلال صاحبہ کی نگرانی میں ، اس میں مزید reforms لائی جا رہی ہیں اور اب ان کو implement کرنا بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ education sector reforms کہلاتی ہیں۔ تعلیمی پالیسی بڑی اہم چیز ہے۔ مجھے خوشی ہوتی اگر زیادہ لوگ یہاں موجود ہوتے اور ہم اس پر بحث کرتے۔ education sector reforms میں ابھی فی الحال انہوں نے 3 years education plan بنایا ہے تعلیم کو پھیلانے کے لئے ، اس کو popular کرنے کے لئے اور اس کو بہتر کرنے کے لئے۔ اس وقت جناب صدر نے بھی یہ کہا ہے کہ تعلیم ان کی priorities میں No.1 ہے with the hope that with the extension of knowledge and education, Pakistan's society will be more enlightened روشن خیالی لائے گی - اس میں ترقی کے آثار اور بندوبست زیادہ ہو جائیں گے ، جو قائد اعظم کی بھی خواہش تھی - ان کے نزدیک بھی یہ تین چیزیں ہی سب سے زیادہ اہم تھیں

education, economy and defence

ہم سب پاکستان ہی کے باشندے ہیں ۔ ہم اسی ملک کے شہری ہیں ، ہم بہت اچھی طرح سے واقف ہیں۔ موجودہ نظام میں عوام کے لئے گورنمنٹ کے schools موجود ہیں جس میں کوئی تعلیمی فیس نہیں لی جاتی ہے۔ میرا کیونکہ تعلیم سے تعلق ہے، میں نے یہ سکول دیکھے ہیں، ان میں، میں جاتی ہوں۔ ان کے syllabus میں نے دیکھے ہیں۔ وہاں کی پڑھائی میں نے دیکھی ہے۔ وہاں پر teachers سے میری ملاقات ہوتی ہے، ان teachers کو میں نے دیکھا ہے۔ مجھے بڑا اطمینان ہے کہ گورنمنٹ سکولوں میں trained teachers ہوتی ہیں۔ وہ untrained teachers کو لیتے ہی نہیں جب کہ بڑے نامور private schools میں trained teachers ضروری نہیں کہ ہوں۔ .they just do not bother about it وہاں quality یہ دیکھی جاتی ہے کہ اگر ان کو صرف انگلش بولنی آئے تو they are in. Mostly teachers untrained ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر ہم سکولوں کی عمارتوں پر نظر ڈالیں تو گورنمنٹ سکولوں کی عمارتوں کا مقابلہ شاید چند private schools کر سکتے ہیں۔ میں private schools کی اہمیت کو بھی کم نہیں کرنا چاہتی کیوں کہ وہ بھی ہماری تعلیم کو پھیلانے کے لئے بہت اہم ہیں they are playing a very big role. شاید وہ جتنے گورنمنٹ سکول کے parallel چلتے ہیں اور اتنی ہی تعداد میں وہاں لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

Dr. Nighat Agha: Point of order.

Mr. Acting Chairman: Yes.

ڈاکٹر نگہت آغا: جناب والا! یہ education policy جو دو words میں ہے یہ اتنی wide ہے، میں کہوں گی کہ education policy پر یہ point out کیا جائے کہ ہم کون سے education کے areas جاننا چاہتے ہیں۔ اس میں تو ہزاروں facets ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں، جب آپ کی باری اس discussion میں آئے گی تو پھر آپ اس پر بات کریں۔ آپ انہیں اپنی بات complete کرنے دیں۔

ڈاکٹر نگہت آغا: لیکن میں تو پالیسی پوچھ رہی ہوں۔

Mr. Acting Chairman: You will have your 10 minutes to speak whatever you want to

انہیں آپ بولنے دیں۔

محترمہ تنویر خالد : میں تو پالیسی ہی کا ذکر کر رہی ہوں اور اس میں، میں نے کوئی ایک topic choose نہیں کیا ہے. that is overall میں نے نظام تعلیم کے متعلق بات کی I was talking about the teachers and syllabus as well میں نے کہا کہ نصاب تعلیم میں نے دیکھا ہے۔ میرا تعلیم سے تعلق ہے۔ یہ personal رائے نہیں ہے بلکہ آپ مجھے ماہر تعلیم سمجھیں یا جو بھی، میں کراچی کے سکولوں میں جاتی ہوں، ان کی کارکردگی دیکھتی ہوں اور ان میں حصہ لیتی ہوں۔ ہمارے ملک کے syllabus کے متعلق ایک افواہ عام ہے کہ یہ اچھا نہیں ہے اس کو update کیا جائے۔ میرے خیال میں ہماری قوم کو شاید ملک کی چیزوں میں خامیاں نکالنے کی کوئی عادت سی پڑ گئی ہے۔ ہمارے سکولوں میں بہت ٹھیک ٹھاک مفت تعلیم چل رہی ہے۔ صرف ان میں کمی یہ ہے کہ آبادی بہت زیادہ ہے اور اس آبادی کو نمٹانے کے لئے اتنی بڑی تعداد میں schools نہیں ہیں۔ گورنمنٹ اور private schools میں ایک فرق یہ ہے کہ private schools انگلش میں تعلیم دیتے ہیں اور گورنمنٹ سکول اردو medium میں تعلیم دیتے ہیں۔ اب یہ لوگوں کا attitude ہے، وقت کا رویہ ہے، زمانے کی demand ہے یا جو بھی ہے کہ شاید a big number of people want to have a proficiency to see in the children to speak English fluently وہ انگلش سکولوں میں فیس دے کر اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں جب کہ گورنمنٹ سکولوں کی buildings نہایت شاندار ہیں، teachers trained اور syllabus بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ شاید ایک stigma یہ بھی ہے کہ وہاں غریب عوام کے بچے جاتے ہیں۔ حالانکہ بڑے لوگوں کے بچے private schools میں جاتے ہیں جبھی تو ہزارہا private schools, mushroom کی طرح grow up ہو رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ syllabus بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ ہمارے سکولوں میں جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں ان میں

اسلامیات پہلی جماعت سے بی اے تک compulsory ہے۔ یہ پہلے schools میں ضروری ہوتی تھی لیکن کچھ برسوں پہلے یہ ہوا کہ یہ college level پر اور professional colleges میں بھی یعنی وہ Medical ہو یا Engineering college ہو اسلامیات پڑھائی جانے لگی، حالانکہ ہم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں۔ بچے گھر میں بھی اسلامی تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں۔ گھروں میں ریڈیو ہے، ٹی وی ہے جن پر قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اور سکول میں بھی پڑھتے ہیں لیکن یہاں تو ڈگری level تک اسلامیات کو لازمی کر دیا گیا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے کہ ہماری قوم، ہمارے نوجوان ، ہمارے گھر اسلام سے بے بہرہ ہیں اور اس لئے کالج میں بھی اسلامیات ضروری پڑھائی جاتی ہے۔ سکول کی حد تک تو ٹھیک ہے کیونکہ وہاں بچے ہوتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ملک کا کوئی ایسا گھر نہیں ہو گا جہاں کوئی اور دوسری تعلیم تو دی جاتی ہو یا نہ دی جاتی ہو لیکن دینی تعلیم، اسلامیات کی تعلیم ضرور دی جاتی ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جو subjects ہیں ان میں ساری languages ہیں جو ہمارے ملک کی languages ہیں۔ اردو compulsory ہے، پھر مختلف علاقوں میں علاقائی زبانیں بھی پڑھائی جاتی ہوں گی اور English compulsory اس لئے ہے کہ ظاہر ہے world میں کامیابی کے لئے اس کی ضرورت کو سمجھا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ پہلے history اور جغرافیہ تفصیل سے پڑھایا جاتا تھا خاص طور پر history لیکن میرے خیال سے کچھ ایسی وجوہات ہوں گی کہ history وغیرہ کو ختم کر کے کافی عرصے سے social studies کے نام سے ایک subject introduce ہوا ہے۔ اس میں history تو خال خال ہوتی ہے۔ ہماری وزیر برائے تعلیم یہاں تشریف فرما ہیں، میں ان کو ضرور یہ مشورہ دوں گی کہ ہمیں حقیقت پسند ہونا چاہیئے اور ہماری قوم کو بھی حقیقت پسند بننا چاہیئے، جذباتی نہیں ہونا چاہیئے اور چیزوں کو چھپانا نہیں چاہیئے۔ ہماری history اگر غیر منقسم ہندوستان سے linked up ہے تو why not, اس کا بھی تو تھوڑا سا ہمارے students کو علم ہونا چاہیئے۔ وہ پاکستان میں محمد بن قاسم سے ہی کیوں شروع کریں یا وہ سارے اسباق کیوں omit کر دیں جن کا تعلق ہمارے ہندوستان سے بھی ہے اور ہم سے بھی ہے، ہمارے بزرگوں سے ہے، ہمارے بادشاہوں سے ہے۔ یہ history, جغرافیہ اور social studies میرے خیال سے there was a

کہ اس میں ہمارے مذہب یا ہمارے مذہبی demand from some section of society رہنماؤں کو بہت زیادہ project کیا جائے ۔ ضرور وہ دور ہو گا۔ اسی پر وہ کتابیں چل رہی ہیں ابھی تک۔ایک تو میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ کیا ہم اپنے ہی دینی رہنماؤں کے بارے میں اتنا کم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ہیں یا گھر والے نہیں جانتے ہیں؟ اس کی quantity یا مقدار یا lessons آخر کتنے ہونے چاہئیں۔ ہر subject میں ہمارے پاس یہ اسباق ہوتے ہیں۔ہماری جو languages کی کتابیں ہیں ان میں بھی ہوتا ہے۔ ہماری 9th class میں English کا جو پہلا lesson ہے "The Conquest of Mecca" that is وغیرہ، یعنی اس طرح کی چیزیں بہت زیادہ ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتی کہ یہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ That is our history and that is our religion لیکن ہم religion میں بھی تو پڑھتے ہیں، ہم اپنے گھر میں پڑھتے ہیں اور یہ سب چیزیں دوسرے subjects میں بھی اس قدر زیادہ ڈالی گئی ہیں کہ if you look at the school books of language تو پتا نہیں چلتا کہ اردو والی کتاب اردو ہی کی ہے یا اسلامیات کی کتاب ہے؟ لیکن پھر پتہ چلا کہ اردو کی کتاب ہے۔میرے خیال سے ہر چیز کی ایک مناسب مقدار ہونی چاہیئے۔

اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی کہ emphasis on science ہماری text books میں، ہمارے تعلیمی نظام میں بہت کم ہے ۔ Those who opt for science, probably وہ تو science والے subjects پڑھتے ہیں after class 9th یا اس سے آگے لیکن جو general آبادی ہے ان کی بھی تو science کی طرف رغبت ہونی چاہیئے، science سے زیادہ دلچسپی ہونی چاہیئے۔ کیوں ہم ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے دوسری دنیا کو دیکھیں کہ وہ چاند پر اتر رہے ہیں، وہ ہوائی جہاز بنا رہے ہیں، وہ فلاں چیز بنا رہے ہیں، اور تمام اختراعات اور ایجادات انہی کی ہیں۔ کیوں نہ ہماری قوم بھی، ہمارے نوجوان بھی ایسے تجربات کریں، ایسی تعلیم حاصل کریں، ایسی scientific تعلیم حاصل کریں، practical چیزیں ان کے سامنے پیش ہوں، ان کو practical کرنے کی سہولت ہو ۔ Science کی تعلیم کو زیادہ support دی جائے، اس کو زیادہ finances دیئے جائیں، ان کو encourage کیا جائے تاکہ ہمارا ملک بھی commerce میں، industry میں، science میں، ٹیکنالوجی میں ترقی کرے۔ کچھ عرصے سے ٹیکنالوجی اگر آئی ہے، بڑی خوشی

کی بات ہے لیکن اب کچھ عرصے سے گورنمنٹ کے سکولوں میں بھی آئی۔ ٹی کی شروعات ہوئی ہیں۔

اس کے علاوہ ہمارے ملک میں ایک جھگڑا ہوتا رہتا ہے بلکہ وہ تنازعہ ہے، کہ dual system of education, نہیں ، بلکہ میں یہ کہوں گی کہ dual system of education ہمارے پاس تین سسٹم آف ایجوکیشن ہیں۔ کیا ہمارے پاس دینی مدارس نہیں ہیں؟ ہمارے ہاں بڑی تعداد میں دینی مدارس ہیں۔ ہزارہا کی تعداد میں ہیں۔ یہ ایک الگ stream ہے جس میں اب اس حکومت نے اور پھر مجھے محترمہ زبیدہ جلال کا نام لینا پڑتا ہے کہ ان کے دور میں اور ان کی کوشش سے گاؤں میں، دیہی علاقوں میں، ہر مکتب اور دینی مدرسوں میں normal سکولوں میں جو subject پڑھائے جاتے ہیں، وہ subject انہوں نے وہاں ڈالنے کی کوشش کی ہے یا انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ یہ subject ان مدرسوں میں لگائے جائیں گے لیکن جیسے ہی بات نکلی، کئی جگہ سے یہ آواز آئی کہ یہ بات ان کو گوارا نہیں ہے۔ ایسا تو نہیں ہونا چاہیئے، دینی مدارس میں جو لڑکے جاتے ہیں، بچیاں جاتی ہیں ان کو بھی باہر کی دنیا اور دوسرے subjects کی معلومات ہونی چاہئیں۔ ان کی تعلیمی حیثیت کو بھی ویسے ہی recognise کرنا چاہیئے اور وہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے جب یہ چیزیں بھی پڑھیں گے اور ان کو اسناد ملیں گی تو probably those will be equal جو ہمارے ہاں ڈگریاں ہیں - Minister of education, I will call your attention میرا خیال ہے کہ شاید ہماری سرحد کے دوسری طرف بھی ایسا ہی ہوتا ہوگا۔ that is bad لیکن ایسا ہونا نہیں چاہیئے۔ جو ملک بن گئے ہیں، اور آزاد ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ اگر ہم میں good neighbours کے تعلقات استوار ہوں۔ ہماری کتابوں میں اکثر ایسے سبق ہوتے ہیں جس میں bias ڈالا جاتا ہے۔ مثلاً میں نے پہلے بھی ایک دفعہ کسی جگہ پر یہ بات اٹھائی تھی کہ محمود غزنوی کے سومنات مندر پر حملے ، اور اس کی لوٹ مار کو بڑی projection دی جاتی ہے۔ نویں یا دسویں کی اردو کی کتاب میں یہ سبق ہے۔ اس نے اتنے حملے کئے، اس نے یہ کیا۔ اس نے اپنے وزیر سے پوچھا کہ بھئی کیا کرنا چاہیئے؟ انہوں نے کہا کہ ہندوستان ایک بڑا مالدار ملک ہے۔ اس کے مندر ہیں اور مندروں کے اندر سونا، ہیرے و جواہرات لٹکتے ہیں، سومنات کا مندر بڑا ہے، وہاں پر حملہ کرنا چاہیئے۔ لہٰذا جب میں نے ہسٹری پڑھی اور سبق پڑھے تو اس میں ہمیں بارہا

یہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے سترہ دفعہ حملے کئے اور کسی میں ہے کہ گیارہ دفعہ حملے کئے۔ نہ صرف یہ ہسٹری میں ہے بلکہ کلاس ۵ کی اردو کی کتاب میں بھی یہ سبق موجود ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ذرا سمیٹنا شروع کیجیئے۔

مسز تنویر خالد: جی، جی کہ سومنات کو کیسے لوٹا کھسوٹا گیا ہے۔ میری نہایت ہمدردانہ تجویز ہے اور بلکہ دلی خواہش ہے کہ ایسے ایک دوسرے کو humiliate کرنا یا مذہبوں کے بارے میں ایسا کہنا، کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ ایسے اسباق اب رکھنا مناسب نہیں ہے۔ یہ تو اچھا ہے کہ یہ سبق وہاں نہیں پڑھائے جاتے ورنہ وہاں سے کوئی میری طرح کا سینیٹر یا parliamentarian کھڑا ہو جاتا کہ ارے بھئی وہ بھی تو سومنات کے مندر ڈھاتے تھے، یا توڑتے تھے تو ہم بھی بابری مسجد ڈھاتے ہیں۔ یہ مجھے بہت برا لگتا ہے۔ ہماری کتابوں کو ایسے bias create نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ساری دنیا، اپنے پڑوسی، اپنے ملک کے لوگوں سے اور اپنے ہم وطنوں سے، سب سے محبت کا سبق ملنا چاہیئے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ بی بی اگر آپ کی اجازت ہو تو اس discussion کو ہم defer کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو آپ کا subject بڑا گھمبیر ہے۔ آپ نے بڑے point اٹھائے ہیں اور ان کو تیار ہونے کا ٹائم زیادہ مل جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ غوری صاحب کا point of order urgent national importance کا حامل ہے۔ منسٹر صاحب بھی ہیں تو I will request you..............Thank you so much but you will discuss it on point of order because you already have a motion here.

جناب بابر خان غوری: جناب یہ important matter ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تھل کینال کے حوالے سے یہاں پر resolution already موجود ہے اور منسٹر صاحب بھی یہاں موجود ہیں تو وہ اس حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: جناب چیئرمین شکریہ۔ معزز ممبر نے point of

order کے ذریعے ایک important issue کو یہاں اٹھایا ہے ۔ ان کے اس موضوع پر resolutions بھی ہیں لیکن انہوں نے یہ مناسب اور ضروری سمجھا کہ point of order کے ذریعے اس ہاؤس کی توجہ اس طرف دلائی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کے پانی کا مسئلہ اس ملک کا اہم ترین مسئلہ ہے اور چند دن پہلے جنرل پرویز مشرف صاحب نے قوم سے خطاب بھی اسی موضوع پر کیا۔ مجھے خوشی ہے کہ اس ہاؤس کے floor سے یہ مسئلہ اٹھایا گیا۔ there could not have been a better forum, other than this کیونکہ اس ہاؤس میں چاروں federating units کی equal representation ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ جو بھی projects ہوں، جو بھی problems ہوں وہ یہاں پر discuss ہوں، چاہے جتنے بھی sensitive nature کے ہوں، ہم نے ہر ایک مسئلے کا حل ڈھونڈنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ فیڈریشن کو چلائیں اور federating units کو ساتھ لے کر چلیں۔ اگر کسی federating unit کی کوئی apprehension ہے، misgivings ہیں تو ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس کا میں ایک short and terse جواب دینا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ فیڈریشن میں cohesion ہو، ہم چاہتے ہیں کہ فیڈریشن کو bind کریں، ہم چاہتے ہیں کہ فیڈریشن میں پانی کے مسئلہ پر misunderstanding نہ ہو کیونکہ پانی ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ چند ماہ پہلے کیوٹو میں پانی کے مسئلے پر پوری دنیا سے third world water forum پر 179 countries سے representations آئی تھیں اور اس میں ایک سو کے قریب منسٹر تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک core issue ہے and this has to be addressed in that perspective اور اس کے لئے inter-states ہوں، inter-region ہو یا جو بھی ہو، ہر ایک مسئلے کو اس طریقے سے آگے بڑھانا چاہیئے تاکہ کسی کے ساتھ بھی ناانصافی نہ ہو۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔

گریٹر تھل کینال کے بارے میں، میں یہ کہوں گا کہ اس پر لمبی بحث ہو سکتی ہے۔ میں اس کے pros and cons اس ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور ہم اسی کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ جنرل پرویز مشرف صاحب سندھ گئے تھے۔ وہاں پر انہوں نے

اسی مسئلے پر address کیا، مختلف جگہوں پر Editors سے، ٹیلیویژن پر، وہاں کی provincial government سے، یہاں تک کہ وہ جام شورو یونیورسٹی بھی گئے اور وہاں students سے بھی اس مسئلہ پر بات چیت کی اور ان کی بھی input لی۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ کمیٹیاں بھی بنائی گئیں، technical committee بنائی گئی اور ایک ہاؤس کی بھی کمیٹی بنائی گئی اور ہم یہی چاہیں گے کہ اس ہاؤس کی بھی ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ ہمیں اس water کے issue پر political input دے۔ میں چاہتا ہوں کے جو بھی facts ہیں وہ ہاؤس کے سامنے رکھے جائیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کے لئے ایک مفصل briefing ہم arrange کریں۔ اس میں question and answer ہوں تاکہ ممبران کے ذہن میں اگر کوئی سوالات ہیں جنہیں وہ سمجھنا چاہتے ہیں تو ہم اسکے لئے تیار ہیں۔ میں پورے House کو briefing دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ اس مسئلے پر، صرف greater تھل کینال پر نہیں بلکہ پورے پانی کے مسئلے پر ہم ان کو------------

جناب قائم مقام چیئرمین: آج اخبار میں ایک خبر آئی ہے کہ آپ National Assembly کے members اور Senators کو اور کسی اور سٹاف کو کوئی briefing دے رہے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ: جناب چیئرمین! وہ briefing کل ہم نے صرف National Assembly کے Parliamentary Secretaries کی خواہش پر ان کے لئے arrange کی ہے۔ اس کے بعد National Assembly کے ممبرصاحبان اگر خواہشمند ہوں۔ آج کمیٹی کی meeting میں انہوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ پورے House کو بھی briefing دی جائے لیکن میری یہ درخواست ہو گی کہ اگرآپ مناسب سمجھیں تو ایک suitable date پر میں House کو briefing دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ میری استدعا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Separately?

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ: جی separately.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, all the members of this

Senate, would like to have a briefing from the worthy Minister and we would be very much delighted. Actually, it is a national issue and on this, he should address us, so that we may know the actual facts and figures. We may know what is the position, what is the government's stand and we would welcome that.

جناب قائم مقام چیئرمین: تو بھنڈر صاحب پھر آپ ان کے ساتھ مل کر coordinate کر لیں what is the suitable date so that we can send people.

چوہدری محمد انور بھنڈر: جی جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی غوری صاحب۔

جناب بابر خان غوری: اس briefing کے علاوہ جیسے minister صاحب نے ایک کمیٹی کی بات بھی کی ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی چھوٹے groups ہیں minister صاحب اس حوالے سے ایک گول میز conference بھی بلائیں، وہ بھی بہت اچھی رہے گی۔ اس تجویز پر بھی آپ غور کریں اور پھر کمیٹی کے متعلق آپ آج اعلان کر دیں یا next sitting میں، جو آپ بہتر سمجھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میری request یہی ہو گی کہ وہ during the Session ہو کیونکہ سب حضرات موجود ہوں گے۔ فرمائیں۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ: جیسے honourable member نے کہا اور groups کو بھی، تو میرے خیال میں ابتداء ادھر سے ہو جائے کیونکہ this is the forum کہ جہاں سے ہم ابتداء چاہتے ہیں۔ جہاں تک کمیٹی کی بات ہے تو National Assembly میں تو through a motion, a resolution was moved that a committee be formed ہمارا خیال یہ ہے کہ through a resolution it is moved that a committee of the Senate be also formed to look into the political aspects of the water issue.

Mr. Acting Chairman: That brings us to end of the day.

ii) RE: SPECIAL COMMITTEE OF SENATE ON WTO

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, before this, I would very humbly seek your indulgence. Item No. 19 is also very important issue and that concerns the whole of the country about WTO. Sir, it would not be an exaggeration that this matter concerns the whole of the nation and in the coming year, the industrial sector and the economy of the country. I would very humbly seek your indulgence that I may be allowed to move this resolution. This is only about the formation of the committee. This Senate wants to contribute with our suggestions about the WTO. We are cognizant of the fact that the honourable Minister is taking very keen interest in it. He is very particular about it. He is making very hard efforts and they need to have also constituted a task force but sir, we want to contribute and we want that our suggestions may be helpful to the task force and the government. For that matter sir, I very humbly submit that I beg to move :-

"This House recommends that a Special Committee of the Senate consisting of the following members be constituted with a term of reference to suggest the ways and means to face the challenges of W.T.O. coming into force in 2005 and submit its report to the Senate within 2 months":-

1. Mr. Abdul Hafeez Sheikh, Chairman
2. Prof. Khurshid Ahmed, Member

3. Mr. Mushahid Hussain Syed, Member

4. Mr. Ishaq Dar, Member

5. Mr. Nisar Ahmed Memon, Member

6. Dr. Muhammad Akbar Khawaja, Member

7. Lt.Gen.(R) Javed Asharf Qazi, Member

8. Syed Dilawar Abbas, Member

9. Mr. Muhammad Azam Khan Swati, Member

10. Anisa Zaib Tahirkheli, Member

11. Mr. Waqar Ahmed Khan, Member

12. Mr. Ilyas Ahmed Bilour, Member

13. Dr. Shahzad Wasim, Member

and the mover.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے تو مجھے short circuit ہی کر دیا -جی. آپ فرمائیں۔

میر محمد نصیر مینگل: جناب! انہوں نے جو فہرست پیش کی ہے اس میں چار صوبے اور فاٹا سب ہیں، یہاں selection تین صوبوں سے ہوئی ہے جس میں نہ بلوچستان کی نمائندگی ہے نہ فاٹا کی ہے۔ لہذا کوئی بھی اہم کمیٹی ہو، کوئی بھی مسئلہ ہو تو بلوچستان اور فاٹا کو نظر انداز نہ کیا جائے ۔ان کو نمائندگی دی جائے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! بلوچستان کو ضرور شامل کریں، فاٹا کو بھی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ مجھے نام دے دیں، میں ان کو شامل کردوں ۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: نام پڑھ لیں ان کا، اگر انہوں نے حصہ ہی نہیں لینا تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کے نام ڈالنے سے کوئی فائدہ ہوگا۔ Atleast if you want input تو پھر ان کو حصہ لینا چاہیئے ۔

Mr. Acting Chairman: But it would only look fair to put those names. It is up to them if they do not want to take part but that will show their trend anyhow. But I am sure they will participate. I think it is of sufficient national importance and I think they will join. Can we let Education Minister?

محترمہ زبیدہ جلال : Sir, we don't have a gender balance کوئی عورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں انیسہ زیب طاہر خیلی ہیں یہ انیس نہیں ہے یہ انیسہ ہے۔

Mrs. Zubaida Jalal: Actually women are affected.

جناب قائم مقام چیئرمین: تو آپ تجویز کردیں کوئی نام ۔ کوئی مسئلہ نہیں آپ نام دے دیں۔

جناب ایاز خان مندوخیل: I think it should be item wise یا پھر پوچھ لیا جائے House سے کہ اس کو put کیا جائے یا نہیں۔

Mr. Acting Chairman : It is with the sense of the House, I think the House generally agreed, I am sure you agree.

Mr. Ayaz Khan Mandokhel: Nobody ask for that sir atleast I am not agree.

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب بزرگ آدمی ہیں ۔جی ہمایوں اختر۔

Mr. Humayon Akhtar Khan (Minister for Trade and Commerce) : Mr. Chairman, as you know the WTO was first negotiated in 1986 and the negotiations were ongoing for about 8 years, which

resulted in the WTO agreement on 1st January 2005. It is composed of a number of agreements and rules. There are agreements on agriculture, textile, industrial goods, strips trims, about 14 or so agreements. Pakistan is a founding member of the WTO and prior to that Pakistan was a founding member of KAT, which was formed in 1948 at which there were only 23 countries. So Pakistan is not new in multilaterial trade. It has always been there.

Under the existing WTO that exists today, the textile quotas will be removed on 1st January, 2005. Since 2001, there has been a new negotiations round going on which is generally called the Doha Development Agenda Round in which there are 7 areas of negotiations. Primary interest of Pakistan are the negotiations on agriculture, on non agricultural market access, services, rules, implementation issues, special indifference in treatment, trade and environment and there are issues which are known as Singapore issues, which are not part of negotiations but as you might know that in Kankon, the developed nations tried to bring them in by force and that became the very basis on which the Kankon round collapsed.

The government has a WTO wing in Ministry of Commerce, we have fullfledge mission in Geneva. In all negotiating issues, we interact with other ministries, we interact with stake holders. The Prime Minister has been very kind to form a WTO task force of the Parliament of Pakistan, which includes Senators. We think it is an important enough issue to have a permanent interaction with the Parliament of Pakistan, which

includes both the National Assembly and the Senate. In the committee that we have formed, we have given representation to all the regions, to all the sectors of the economy, to all the political parties, whether they are coalition parties or opposition parties. If the mover of the bill, the honourable Senator thinks that beyond that the Senate would like to contribute, although I suggested to him that the Senate can contribute also through the Commerce Committee when it's subsequently formed. It has been formed in the National Assembly but if the mover still insists that the Senate would like to contribute, I have absolutely no objection. I would welcome the contribution to these ongoing negotiations by the honourable Senators. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Since the motion is not opposed. Now I put the resolution before the House.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder has moved that this House selects and recommends a special committee of the Senate consisting of the following members. It may please be constituted with the term of reference to suggest the ways and means to face the challanges of WTO, coming into force in 2005 and submit its report to the Senate within two months.

Mr. Abdul Hafeez Sheikh,	Chairman,
Prof. Khurshid Ahmed,	Member,
Mr. Mushahid Hussain Syed,	Member,
Mr. Muhammad Ishaq Dar,	Member,

Mr. Nisar Ahmed Memon,	Member,
Dr. Muhammad Akbar Khawaja,	Member,
Lt. Gen. (Rtd.) Javed Ashraf,	Member,
Syed Dilawer Abbas,	Member,
Mr. Muhammad Azam Khan Swati,	Member,
Miss Anisa Zeb Tahirkheli,	Member,
Mr. Waqar Ahmed Khan,	Member,
Mr. Ilyas Ahmad Bilour,	Member,
Mr. Naseer Mengal,	Member

and the mover.

Mr. Humayon Akhtar Khan : As I had agreed with the mover that the life of this committee will be till the submission of the report, so if you could put some time period and then as the mover has agreed, the committee will cease to exist after that.

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ تو لکھا ہوا ہے۔

Mr. Humayon Akhtar Khan : No sir, so the report submission will be in two months after which the committee will cease to exist.

Mr. Acting Chairman : Yes.

چوہدری محمد انور بھنڈر: ڈاکٹر شہزاد صاحب، نصیر مینگل صاحب، عباس کمیلی صاحب اور مسز روشن خورشید۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ اور آپ نے members ڈالے ہیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جی جناب۔

Mr. Acting Chairman : You have said so far that I can't write and I can't announce. Can I have it please in writing.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : Sir, Mr. Naseer Mangal

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وہ تو جمع کر دیا ہم نے۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : Abbas Kumaili, sir,

Mr. Acting Chairman : Abbas Kumaili, member.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Roshan Khursheed, member, Dr. Shehzad Waseem, member.

Dr. Khalid Ranjha : I would like to know if the members named here, have been consulted and their consent been taken? You can't impose on somebody who does not want to be there. The House wants to know, that these members have been consulted and they have okayed it? It is perfectly alright but if they had not been consulted, I would like you to reconsider the names and consult them sir, please, before they are coopted so that they have full contribution.

Mr. Acting Chairman: We are in the Treasury benches, I hope. So do you have to say something to it? Members have been consulted?

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : Sir, my humble submission is, that whenever a committee is constituted, whenever a committee is recommended, that is recommended by the mover and if any member has any objection that he does not want to serve, he will not serve. He will say that I don't want to serve.

Mr. Acting Chairman: Basically this question has come up for

the first time, I have heard it, I haven't heard it before. The Committee is settled now. Now, I put the resolution before the House.

(The Resolution was adopted)

Mr. Acting Chairman: Since we have come to the end of the day, this House stands adjourned to meet again on Wednesday 24th September, 2003 at 10.30.a.m.

[Then the House was adjourned to meet again on Wednesday 24th September, 2003 at 10.30.a.m.]